اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا (فاطر:6)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

دوسرا بڑا دشمن:

اگر انسان کو اپنے دشمنوں کا پتہ ہو تو وہ ان کے حملوں سے بچ سکتا ہے۔ چھپے ہوئے جسمانی دشمن تو نقصان دہ ہوتے ہی ہیں مگر روحانی دشمن ان سے بھی زیادہ نقصان دہ ہوتے ہیں۔ اگر جان چلی جائے تو انسان موت کے منہ میں چلا جاتا ہے اگر روح پر حملہ ہو تو انسان جہنّم کے منہ میں چلا جائے گا۔ انسان کا پہلا بڑا دشمن ''دنیا کی محبّت'' ہے۔ اس کا تذکرہ پہلی نشست میں ہو چکا ہے۔ اور آج کی محفل میں دوسرے بڑے دشمن ''شیطان'' کے بارے میں تفصیل بیان کی جائے گی۔

شیطان کے مکروفریب سمجھنے کی ضرورت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا (فاطر:6) بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے پس تم بھی اسے دشمن بنا کے رکھو۔ شیطان ایسا بدبخت اور مردود ہے کہ وہ خدا کا بھی دشمن ہے اور خدا کے بندوں کا بھی دشمن ہے۔ ہمیں اس دشمن کے مکروفریب کا اچھی طرح پتہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ جب چور کو پتہ چل جاتا ہے کہ مالک مکان کو میرا پتہ چل گیا ہے تو پھر وہ اس گھر میں آنا چھوڑ دیتا ہے۔ اسی طرح جب شیطان کو پتہ چل جاتا ہے کہ اب یہ میرے مکروفریب سمجھ چکا ہے تو وہ بھی اس سے ناامید ہونے لگ جاتا ہے۔ پھر اس کے جال کام نہیں کرتے۔ اس لئے علماء نے اس پر مستقل کتابیں لکھیں۔ ایک کتاب کا نام ہے ''تلبیس ابلیس'' یہ امام جوزیؒ کی تصنیف ہے۔ اس کا اردو میں ترجمہ ہو چکا

ہے۔ یہ لے کر پڑھنی چاہیے تا کہ پتہ چلے کہ شیطان کیسے کیسے ورغلاتا ہے۔

شیطان کی کہانی قرآن کی زبانی:

قرآن مجید میں شیطان کی پوری ہسٹری بیان کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا كَانَ مِنَ الْجِنِّ (الکھف:50) وہ جنوں میں سے تھا۔

اس نے بڑی عبادت کی، زمین کے چپے چپے پر سجدے کیے۔ حتی کہ اس کو بڑا اقرب ملا۔ کثرت عبادت کی وجہ سے اس کا نام طاؤس الملائکہ پڑ گیا۔ جب اللہ رب العزت نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اور فرمایا کہ یہ دنیا میں میرے خلیفہ ہوں گے اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ (البقرہ: 34) آدم علیہ السّلام کو سجدہ کرو۔ تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا، لیکن شیطان نے سجدہ نہیں کیا۔ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ (البقرہ: 34) اس شیطان نے انکار کیا، تکبّر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔

اللہ رب العزت نے پوچھا، تم نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ تو کہنے لگا، اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ (الاعراف:12) میں اس سے زیادہ بہتر ہوں، مجھے آپ نے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا۔ اس نے اپنے بہتر ہونے کی یہ توجیہ پیش کی کہ آپ نے مجھے آگ سے بنایا ہے اور آگ کے شعلے اوپر کو اٹھتے ہیں، گویا ان میں بلندی کی طرف رجوع ہوتا ہے، جبکہ اس آدم D کو تو نے مٹی سے بنایا ہے اور مٹی میں پستی ہوتی ہے، اس لئے میں بلند مرتبہ ہونے کے باوجود پست مرتبہ چیز کو سجدہ کیوں کروں۔

سجدے کا انکار کر کے شیطان نے دو کام کئے۔ پہلا کام تو یہ کیا کہ اس نے اجماع کی مخالفت کی اور پوری

دنیا میں اجماع کا پہلا مخالف بنا۔ دوسرے لفظوں میں وہ پوری دنیا میں سب سے پہلا غیر مقلّد بنا۔ سارے فرشتے ایک طرف تھے اور وہ اکیلا ایک طرف تھا۔ اس نے کہا کہ آپ نے تو فرما دیا ہے کہ میں آدمؑ کو سجدہ کروں مگر نہیں، میں کسی کی کیوں مانوں، میں نہیں مانتا، میں تو وہ کام کروں گا جو میرے دل میں آئے گا۔ اور اس نے دوسرا کام یہ کیا کہ اس نے برا قیاس کیا۔ اس نے قیاس کیا کہ میں آدم سے بہتر ہوں۔ حالانکہ بہتر تو وہ ہوتا ہے جسے پروردگار بہتر کہے۔ مگر وہ دھوکا کھا گیا۔ یہاں سوچنے کی بات ہے کہ اسے اس وقت کس چیز کا نشہ چڑھا ہوا تھا؟ اسے اس وقت ''میں'' کا نشہ تھا۔ شراب کا نشہ چھوٹا ہوتا ہے اور ''میں'' کا نشہ اس سے بڑا ہوتا ہے۔ جب شیطان نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تو پروردگار عالم نے فرمایا: فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيْمٌ (ص:77) نکل جا میرے دربار سے، پس تو مردود ہے۔ اور ساتھ ہی ایک اور بات بھی کہہ دی، فرمایا: وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ (ص:78)

قیامت تک تیرے اوپر میری لعنتیں برسیں گی۔ جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اپنے دربار سے پھٹکار دیا تو اس کے برے انجام سے فرشتے تھر تھر کانپنے لگے......شیطان بد بخت اور مردود ہے، وہ اس وقت بھی یہ باتیں سن رہا ہوگا اور اسے غصہ بھی آرہا ہوگا، ہم تو چاہتے ہیں کہ اسے غصہ آئے، جب ہم نے پروردگار کی پناہ مانگی ہے تو پھر ہمیں کس بات کا ڈر ہے......وہ اتنے بڑے عبرتناک انجام کے باوجود کہنے لگا، اے اللہ! آپ نے مجھے اپنے دربار سے پھٹکار تو دیا ہے، اب میری دعائیں تو قبول کر لیجئے۔

یہاں علماء نے ایک نکتہ لکھا ہے کہ چونکہ شیطان کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل تھی اس لئے اس کو یہ نکتہ معلوم تھا کہ اللہ رب العزت کی ایک صفت رحمت بھی ہے اور ایک صفت غضب بھی ہے اور دونوں اس سے جدا نہیں ہوتیں، عین غصہ کے عالم میں بھی اللہ تعالیٰ رحیم ہوتے ہیں، لہٰذا اگرچہ وہ اس وقت مجھ

سے غصے اور جلال میں ہیں مگر رحمت کی صفت بھی ہے۔ چنانچہ اس نے دعا مانگی: رَبِّ فَأَنْظِرْنِيْ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (صٓ:79) اے پروردگار! مجھے قیامت تک مہلت دے دیجئے۔ رب کریم نے ارشاد فرمایا: فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ (صٓ:80) بے شک قیامت تک کے لئے تجھے مہلت دے دی گئی ہے۔ یہاں علماء نے ایک نکتہ لکھا ہے کہ اگر اللہ رب العزت شیطان جیسے مردود کو غصے اور جلال کے عالم میں مہلت دے دیتے ہیں تو اے امت محمدیہ کے غلام! تو اگر اللہ سے خوشی کی حالت میں مہلت مانگے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے مہلت کیوں نہیں عطا فرمائیں گے۔

شیطان نے سوچا کہ آدم کو تو جنت میں جگہ مل گئی ہے اور میں راندۂ درگاہ بن گیا ہوں، اس لئے کسی نہ کسی طرح ان کو جنت میں سے نکلوانا چاہیے۔ چنانچہ وہ اس کوشش میں لگ گیا۔ اس کے پاس وقت کی تو کوئی کمی نہ تھی، اسے بس ایک ہی کام تھا۔ اس نے سوچا کہ میں کس طریقہ سے ان کو جنت سے نکلوا سکتا ہوں تو وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ حضرت آدمؑ کو تو یقین دلانا مشکل ہے لیکن ان کی اہلیہ تو ایک عورت ہیں۔ میں ان کے سامنے جا کر قسمیں کھا کھا کر یقین دلاتا ہوں

اللہ رب العزت نے حضرت آدمؑ کو فرمایا تھا کہ تم دونوں اس جنت میں رہو گے مگر فلاں درخت کا پھل نہ کھانا۔ شیطان اماں حوا کے پاس گیا اور ان کے دل میں یہ بات ڈالی کہ میں آپ کو ایک ایسا کام بتاؤں جس کو کرنے سے آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں رہیں گی، کوئی آپ کو نکال ہی نہیں سکے گا اور تمہیں ایسی شاہی ملے گی جو کبھی واپس نہیں لی جائے گی۔ شیطان نے جب یہ خیال دل میں ڈالا تو انہوں نے حضرت آدمؑ سے کہا لیکن حضرت آدمؑ نے فرمایا نہیں، رب کریم نے ہمیں منع فرمایا ہے اس لئے ہم نہیں کھائیں گے۔

جب حضرت آدمؑ نے اس درخت کا پھل کھانے سے انکار کر دیا تو شیطان پیچھے نہ ہٹا بلکہ ایک اور پوائنٹ لے کر آیا۔ وہ حضرت آدمؑ کے سامنے آ کر کہنے لگا کہ جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے درخت کا پھل کھانے سے منع کیا تھا اس وقت آپ فلاں درخت کے قریب کھڑے تھے اور اللہ تعالیٰ نے تو خاص اس درخت کا پھل کھانے سے منع کیا تھا ایسے تو اور کئی درخت ہیں، آپ خاص اس درخت سے نہ کھائیں بلکہ اور درخت سے کھالیں۔ حضرت آدمؑ نے فرمایا، نہیں ہم نہیں کھاتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

وَقَاسَمَهُمَا (الاعراف: 21) اور اس نے ان دونوں کے سامنے قسمیں کھائیں۔ جب کوئی قسمیں کھا کر بات کرے تو دوسرے بندے کو یقین آ جاتا ہے کہ اب تو وہ قسمیں کھا رہا ہے۔ لہٰذا جب اس نے بار بار قسمیں کھائیں تو اماں حوا کے دل میں یہ بات آئی کہ یہ جنت ہے اور یہاں اللہ کا قرب ہے، اگر ہم اس درخت کا پھل کھالیں گے تو ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اللہ کا قرب نصیب رہے گا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت آدمؑ سے کہنا شروع کر دیا۔ حتی کہ وہ وقت آیا جب حضرت آدمؑ اور اماں حوا نے اس درخت کا پھل کھالیا۔ اس وقت ان کے ذہن میں یہ بالکل نہیں تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ خاص اس درخت کا پھل کھانا نافرمانی ہے، اس کے علاوہ اور درختوں سے پھل کھانا نافرمانی نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف فرما دیا: وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا (طٰہٰ: 115) ہم نے آدم کے اندر معصیت کا ارادہ نہیں پایا۔

یعنی ان کے دل میں یہ بات نہ تھی کہ یہ ہے بھی اللہ کی نافرمانی اور میں نے کرنی بھی ضرور ہے۔

حضرت آدمؑ اور اماں حوا کی ملاقات:

جب اس درخت کا پھل کھا بیٹھے تو پروردگار عالم نے فرمایا۔ اے آدمؑ! اب آپ کو اس سے نیچے اترنا

پڑے گا۔ چنانچہ حضرت آدمؑ اور اماں حوا دونوں کو زمین پر اتار دیا گیا۔ حضرت آدمؑ کو سری لنکا کی ایک پہاڑی پر اتارا گیا وہ پہاڑی سرسبز تھی اور اس پر باغات بھی تھے۔ اور اماں حوا کو افریقہ کے ممالک میں اتارا گیا، وہ جگہ بنجر تھی کیونکہ وہ اس ممنوعہ درخت کا پھل کھانے کا سبب بنیں۔ دونوں کو ایک دوسرے کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ وہ جدائی میں روتے رہے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہے۔ احادیث مبارک میں آیا ہے کہ وہ دونوں تین سو سال تک روتے رہے۔ بالآخر ادھر سری لنکا سے حضرت آدمؑ چلے اور افریقہ سے اماں حوا چلیں، میدان عرفات کے ایک پہاڑ ''جبل رحمت'' پر ایک طرف سے حضرت آدمؑ اوپر چڑھے اور دوسری طرف سے اماں حوا اوپر چڑھیں۔ اس پہاڑی پر دونوں کی ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی۔ اس پہاڑ کو جبل رحمت اس لئے کہتے ہیں کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور اماں حوا کی توبہ کو قبول فرمائی تھی۔

جب ان کی توبہ قبول ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ بات ڈالی کہ بیت اللہ شریف کی طرف چلیں۔ چنانچہ جب وہ دونوں عرفات سے مکہ مکرمہ کی طرف چلے تو انہیں مزدلفہ میں رات آئی......مزدلفہ چادر کو کہتے ہیں۔ اس وقت ان کے پاس ایک بڑی چادر تھی اور دونوں میاں بیوی اس ایک ہی چادر کے اندر سوئے تھے، اس وجہ سے اس جگہ کا نام مزدلفہ پڑ گیا......اس کے بعد حضرت آدمؑ نے اللہ کا گھر بنایا۔ ادھر ہی اماں حوا کی وفات ہوئی۔ جس جگہ پر ان کی وفات ہوئی اس شہر کا نام جدہ پڑ گیا، جَدَّةٌ دادی کو کہتے ہیں۔ اماں حوا کی قبر جدہ شہر میں اس وقت بھی موجود ہے۔

اتنی تفصیل بتانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ شیطان ہمارا بھی دشمن ہے اور ہمارے باپ دادا کا بھی دشمن ہے۔ ہماری اس سے خاندانی دشمنی ہے۔

عورت کی کمزوری:

ایک اور بات بھی سمجھ لیں کہ شیطان نے حضرت آدمؑ کو پہلے نہیں بہکایا کیونکہ اسے پتہ تھا کہ وہ میری باتوں میں نہیں آئیں گے، اس لئے پہلے اماں حوا کو کہا......عورت کے اندر یہ کمزوری ہے کہ یہ بے چاری پھسلتی بھی جلدی ہے اور پھسلاتی بھی جلدی ہے۔

شیطان کے ساتھ دشمنی پیدا کرنے کا ایک اچھوتا انداز:

اللہ رب العزت کو شیطان سے ذاتی دشمنی ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارا بھی دشمن ہے اور میرا بھی دشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل میں شیطان کے ساتھ نفرت پیدا کرنے کے لئے قرآن مجید میں بڑے عجیب انداز میں تذکرہ فرمایا۔ قرآن عظیم الشان کا یہ حسن و جمال ہے کہ جہاں اثر پیدا کرنا ہوتا ہے وہاں ایسے نکات لائے جاتے ہیں۔

☆ اللہ رب العزت نے بنی اسرائیل کو اپنے احسانات یاد دلانے تھے تو بھی عجیب انداز اپنایا گیا۔ فرعون کے بنی اسرائیل پر ہونے والے مظالم کی داستانیں مشہور ہیں۔ وہ بچیوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا اور چھوٹے بچوں کو ذبح کر دیتا تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بنی اسرائیل کو اپنے احسانات یاد دلائے تو فرمایا: يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَ كُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَ كُمْ (البقرہ:49) وہ فرعون تمہارے بیٹوں کو قتل کرتا تھا اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتا تھا۔

یہاں سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ تو چھوٹے بچوں کو قتل کرتا تھا اور چھوٹی بچیوں کو زندہ چھوڑتا تھا مگر قرآن مجید میں بچوں کی بجائے بیٹوں اور بچیوں کی بجائے عورتوں کا لفظ استعمال کیا گیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کسی کو یوں کہیں کہ اس نے تمہارے مردوں کو مارا تو اتنا غصہ نہیں آتا اور اگر کہیں کہ

تمہارے معصوم بیٹے کو مارا تو طبیعت میں زیادہ غصہ آتا ہے کہ اچھا وہ معصوموں کو قتل کرتا تھا۔اسی طرح اگر یوں کہیں کہ اس نے تمہاری معصوم بچی کو زندہ رکھا تو اتنا غصہ نہیں آتا اور اگر کہیں کہ اس نے تمہاری عورتوں کو زندہ رکھا تو عورت کی عزت، حرمت، عصمت اور غیرت فوراً آپ کے ذہن میں آتی ہے کہ ہماری عورتوں کو اس نے زندہ رکھا۔اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بچے کے لئے ابن کا لفظ استعمال کیا تا کہ اس کے دل میں غیرت آئے اور بچی کے لئے بنت کا لفظ استعمال کرنے کی بجائے عورت کا لفظ استعمال کیا تا کہ ان کی غیرت ابھرے۔

☆ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے دلوں میں شیطان کے ساتھ دشمنی پیدا کرنی تھی تو قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔

كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ (الاعراف:27) جیسے اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوایا۔اور دوسری جگہ پر فرمایا: يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا (الاعراف:27) اتروائے ان سے ان کے کپڑے۔شیطان کے ساتھ دشمنی پیدا کرنے کا یہ ایک اچھوتا انداز ہے۔یہی بات آپ کو ایک مثال سے سمجھاتا ہوں تا کہ بات سمجھ میں آجائے۔فرض کریں کہ آپ کے والدین کسی کے گھر میں ہوں اور کوئی بندہ آکر گھر والوں سے کہتا ہے کہ ان کو باہر نکال دو اور آپ کو پتہ چلے کہ فلاں نے تو میرے ماں باپ کو گھر سے دھکے دلوا کے باہر نکلوا دیا ہے تو سن کر آپ کو کتنا غصہ آئے گا۔اور اس سے بھی زیادہ غصہ اس بات پر آتا ہے کہ اگر کسی کے ماں باپ کو کوئی پکڑے اور کوئی بندہ آکر ان سے کہے کہ ان کو بے لباس کر دو، اب اگر کسی کو بتایا جائے کہ تیرے ماں باپ کو دشمن نے پکڑا تو تھا لیکن اس آدمی نے مشورہ دیا تھا کہ ان کا لباس بھی اتار دو تو بتائیں کہ اس کے بارے میں اس کو کتنا غصہ آئے گا۔ان آیات میں اللہ رب

العزت نے دونوں باتیں بتلا دیں تا کہ معلوم ہونے پر طبیعت میں غصہ کی لہر دوڑ جائے اور میرے بندے میرے بن کر رہیں اور شیطان کے قریب بھی نہ جائیں۔

ذاتی دشمن کے لئے ذاتی نام کا استعمال:

چونکہ اللہ رب العزت کو شیطان سے ذاتی عداوت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے شیطان سے اپنی ذات کے ساتھ پناہ مانگنے کے لئے جو تعوذ ہمیں سکھایا اس میں صفاتی نام استعمال نہیں کئے بلکہ اس میں فقط اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے۔ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (النحل: 98) مفسّرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تعوذ میں ذاتی نام اس لئے استعمال کیا کہ اللہ تعالیٰ بتانا چاہتے ہیں کہ اے میرے بندے! شیطان مردود میرا ذاتی دشمن ہے، جب تمہیں اس سے پناہ مانگنی ہوگی تو تم میرا ذاتی نام لے کر پکارنا، میں تمہیں اس سے بچا کے دکھاؤں گا۔

اگر کوئی آدمی صبح کے وقت دس مرتبہ تعوذ پڑھے تو شام تک اور اگر شام کو دس مرتبہ تعوذ پڑھے تو صبح تک شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔

شیطان کو پیدا کرنے میں حکمتیں:

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر شیطان نے اتنا ہی بڑا دشمن بننا تھا تو پھر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا ہی کیوں کیا؟ تو سنئے کہ فعل الحكيم لا يخلو عن الحكمة دانا کا کوئی کام بھی دانائی سے خالی نہیں ہوتا۔ اللہ رب العزت نے جو شیطان کو پیدا فرمایا اس میں بھی بہت سی حکمتیں تھیں۔

(۱) ایک حکمت یہ تھی اگر حضرت آدمؑ کو زمین کے اوپر باطل کی طرف بلانے والا کوئی نہ ہوتا تو حق کی طرف آنے پر اللہ تعالیٰ اجر کیسے عطا فرماتے۔ اصول بھی یہی ہے کہ اگر کوئی Negative Force

(منفی طاقت) ہوتو اس کے خلاف کرنے پر کہا جاتا ہے کہ اچھا بھائی! شاباش تو انعام کا مستحق ہے۔اللہ تعالیٰ نے بھی شیطان کو اس لئے پیدا کیا کہ یہ آدمؑ اور اولاد آدم کو میرے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرے مگر وہ اس کی بات ماننے کی بجائے میری بات مانیں اور جب میرے پاس آئیں تو میں اپنی بات ماننے پر ان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت کی نعمتیں عطا فرمادوں۔

(۲) دیکھیں کہ اگر آگ نہ ہوتی تو عود کی خوشبو کیسے ظاہر ہوتی۔عود کو آگ کے اوپر جلاتے ہیں اور خوشبو پیدا ہوتی ہے۔جس طرح آگ کے پیدا ہونے سے ہمیں عود کی خوشبو کا پتہ چلا اسی طرح شیطان کے پیدا ہونے سے ہمیں نیکی کرنے کے اجر کا پتہ چلا۔یہ دوسری حکمت ہے۔

(۳) علماء نے شیطان کے پیدا کرنے کی ایک حکمت یہ بھی لکھی ہے کہ اگر انسان دنیا میں آتا اور شیطان نہ ہوتا اور یہ اپنے نفس کی وجہ سے برائی کرتا تو پھر اس کی معافی کے چانس ختم ہو جاتے اور کہا جاتا کہ اس نے خود برائی کی اس لئے اب معافی نہیں ہوسکتی۔اور اب چونکہ شیطان پیدا ہو چکا ہے اور وہ بھی ورغلاتا ہے اس لئے اللہ رب العزت قیامت کے دن جن کو معاف کرنا چاہیں گے ان کا سارا بوجھ شیطان کے سر پر ڈال دیں گے اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرے ان بندوں کو شیطان نے بہکایا تھا، لہٰذا اب میں ان کو معاف کر کے جنت میں داخل کر دیتا ہوں۔

شیطان پر الزامات کی بوچھاڑ:

اسی لئے اگر آپ قرآن مجید میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں بھی اپنے نیک بندوں کا تذکرہ فرمایا اور ان سے کوئی اونچی نیچی بات ہوگئی تو اس کو شیطان کی طرف نسبت دی۔چند مثالوں پر غور کیجئے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا (البقرہ:36) پس شیطان نے ان کو بہکا دیا۔ یہاں اللہ رب العزت نے حضرت آدمؑ اور اماں حوا کی طرف نسبت نہیں کی بلکہ شیطان کو مورد الزام ٹھہرایا۔

☆ اسی طرح ایک جگہ فرمایا: وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ (الکھف:63) اور شیطان نے مجھے بھلا دیا۔

☆ ایک اور جگہ فرمایا: مِنْ ۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ (یوسف:100) اس کے بعد شیطان نے جھگڑا ڈالا۔

ان آیات میں دیکھیں کہ اگرچہ گناہ انسانوں سے سرزد ہوئے مگر اللہ رب العزت نے ان کو مورد الزام ٹھہرانے کی بجائے شیطان کو ٹھہرا دیا۔

شیطان کے ہتھکنڈوں سے بچنے کا حکم:

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (یٰسٓ:60-61) اے بنی آدم! کیا میں نے تم سے یہ نہیں کہہ رکھا تھا کہ تم شیطان کی بندگی نہ کرنا بیشک وہ تمہارا ظاہر باہر دشمن ہے، اور صرف میری عبادت کرنا، یہی سیدھا راستہ ہے۔

☆ ایک اور جگہ پر فرمایا: اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ (القصص:15) بیشک وہ کھلا بہکانے والا دشمن ہے۔

☆ کہیں فرمایا: وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (فاطر:5) اور تمہیں اللہ کے ساتھ دھوکا دینے والا دھوکا نہ دے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے خوب واضح کر دیا کہ تم نے شیطان کے ہتھکنڈوں سے بچنا ہے اور میرا بندہ بن کر زندگی گزارنی ہے۔

رحمان اور شیطان کے درمیان مکالمہ:

جب شیطان کو مہلت مل گئی تو وہ کہنے لگا: رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِىْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (الحجر: 39) اے میرے رب! جیسا تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ان کے لئے زمین میں چیزیں مزین کر کے دکھاؤں گا اور میں ضرور ان سب کو گمراہ کردوں گا۔

پھر کہنے لگا: وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ (الاعراف: 17) اور تو اکثر کو ناشکرا پائے گا۔

اللہ رب العزت نے جواب میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ عِبَادِىْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ (الحجر: 42) جو میرے بندے ہوں گے ان پر تیرا کوئی بس نہیں چلے گا۔

نا قابل معافی گناہ سے حفاظت:

کیا اس سے یہی مراد ہے کہ نیک لوگوں سے گناہ ہو ہی نہیں سکتے؟ نہیں، بلکہ مفسّرین نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جو میرے بندے ہوں گے ان سے تو کوئی ایسا گناہ نہیں کروا سکتا جو نا قابل معافی ہو۔ لہٰذا اگر ایمان والے غفلت کی وجہ سے کوئی گناہ کریں گے بھی سہی تو وہ قابل معافی ہوں گے، توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوتا ہے، جب بھی وہ توبہ کریں گے اللہ تعالیٰ ان کے سب گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔

شیطان کی اولین کوشش:

حدیث پاک میں آیا ہے، شیطان ابن آدم کے قلب کی طرف اپنا منہ کر کے بیٹھا ہوتا ہے، جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کا دل ذکر کر رہا ہے تو وہ پیچھے ہٹا رہتا ہے اور جب دیکھتا ہے کہ دل غافل ہو چکا ہے تو پھر وہ وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیطان کی اولین کوشش یہ ہوتی ہے کہ جیسے ہی بندہ غافل ہو وہ اسے برائی پہ لگا دے۔

شیطان کے لئے سب سے مہلک ہتھیار:

دنیا کا دستور ہے کہ جب کوئی بندہ اپنے کسی دشمن پر قابو پاتا ہے تو وہ اسے ہینڈز اپ کرا دیتا ہے تاکہ اگر اس وقت اس کے پاس کوئی مہلک چیز ہے جس سے وہ نقصان پہنچا سکتا ہے تو وہ اس کے ہاتھوں سے چھین لے اور اس کے ہاتھ خالی ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ (المجادلہ:19) شیطان ان پر غالب آیا اور اس نے انہیں اللہ کے ذکر سے غافل کر دیا۔

ذکر اللہ شیطان کے لئے ایک مہلک ہتھیار ہے اس لئے جب اسے موقع ملتا ہے وہ بندے کو ذکر اللہ سے غافل کر دیتا ہے۔

فرسٹ ڈیفنس لائن کی حفاظت:

بلکہ شیطان بندے کو نماز سے بھی پہلے اللہ کے ذکر سے غافل کرتا ہے سنئے قرآن عظیم الشان، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ (المآئدہ:91) بے شک شیطان یہ ارادہ کرتا

ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جوئے کے ذریعے دشمنی اور بغض ڈالے اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے ذکر کا تذکرہ پہلے کیا اور نماز کا بعد میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان پہلے اللہ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے اور بعد میں نمازوں سے غافل ہوتا ہے۔ اس لئے عقلمند بندہ وہ ہوتا ہے جو دشمن کو اپنی باؤنڈری لائن سے پرے رکھے۔ ہر ملک کی ایک فرسٹ ڈیفنس لائن ہوتی ہے اور ایک سیکنڈ ڈیفنس لائن ہوتی ہے۔ کوشش یہ ہوتی ہے کہ دشمن فرسٹ ڈیفنس لائن سے ہی پیچھے رہے۔ اور اگر وہ فرسٹ ڈیفنس لائن سے آگے آ گیا تو پھر وہ دوسری لائن کے پاس بھی پہنچ جائے گا۔

ذکر اللہ ہمارے لئے فرسٹ ڈیفنس لائن ہے۔ اگر ہم اللہ کا ذکر کثرت سے کریں گے تو شیطان مردود ویسے ہی ہم سے دور رہے گا اور اگر ہم غافل بن گئے تو فرسٹ ڈیفنس لائن کو کراس کر کے دوسری ڈیفنس لائن (نماز) کے پاس آ جائے گا اور ہمیں نماز سے بھی غافل کرنا شروع کر دے گا۔ اس لئے کوشش کیجئے کہ اللہ رب العزت کا ذکر کثرت کے ساتھ کریں تا کہ ذکر کی برکت کی وجہ سے ہم شیطان کے مکر و فریب سے بچ سکیں۔ اور یقیناً ایسا ہوتا ہے۔ اس کی دلیل کے لئے قرآن مجید کی یہ آیت پیش کی جا سکتی ہے:

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ

(الاعراف: 201) بے شک میرے جو بندے متقی ہیں جب ان پر شیطان کی ایک پلٹن حملہ آور ہوتی ہے تو وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان کو شیطان کے ہتھکنڈوں سے بچا لیتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ مؤمن کے پاس شیطان سے بچنے کا ہتھیار اللہ کا ذکر ہے۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے ذکر کی کوئی حد مقرر نہیں فرمائی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ

ذِكْرًا كَثِيْرًا (الاحزاب: 41) اے ایمان والو! اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔

ذکر کثیر کسے کہتے ہیں:

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ذکر کثیر کسے کہتے ہیں؟ اس کے لئے ایک موٹی سی بات ارشاد فرمادی۔ فرمایا: اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ (ال عمرن: 191) وہ بندے جو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے مجھے یاد کرتے ہیں۔

ذکر کثیر کی یہی تفسیر ہے کہ ہم کھڑے، بیٹھے اور لیٹے اللہ کو یاد کریں اور اپنے دل میں اللہ کا دھیان جمائیں۔ جب دل میں اللہ کی یاد آجائے گی تو پھر انسان کا دل شیطان کے وار سے محفوظ ہو جائے گا۔

ایک نادیدہ دشمن سے لڑائی:

شیطان تو انسان کو دیکھتا ہے مگر انسان شیطان کو نہیں دیکھ سکتا۔ یہاں ایک طالبعلم کے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر دو بندوں کے درمیان مقابلہ ہوتا ہے تو پہلوان ایک دوسرے کے سامنے ہوتے ہیں۔ لیکن بندوں کا شیطان سے عجیب مقابلہ ہے کہ شیطان تو بندوں کو دیکھتا ہے لیکن بندے اسے نہیں دیکھ سکتے۔ وہ مردود ہمیں اب بھی دیکھ رہا ہے کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہیں اور اس کے سینے پر مونگ دلی جا رہی ہے۔ وہ سوچ رہا ہوگا کہ میں نے ان کو اتنا بہکایا کہ اس سال نہیں بلکہ اگلے سال اعتکاف بیٹھ جانا لیکن انہوں نے میری بات نہیں مانی اور اسی سال بیٹھ گئے۔

علماء نے اس طالبعلمانہ سوال کا جواب یہ لکھا کہ چونکہ یہ ہمیں دیکھتا ہے اور ہم اسے نہیں دیکھ سکتے، اس لئے ہمارے نہ دیکھ سکنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد ہمارے ساتھ شامل فرمادی۔ اگر ہم بھی دیکھ سکتے تو پھر مقابلہ ایک جیسا ہوتا۔ اور ہمیں اس کے ساتھ لڑائی کرنی پڑ جاتی۔ اس میں یہ حکمت تھی کہ

انسان کو اس کے دیکھنے کی طاقت ہی نہ دی۔ بس اتنا ہی کہہ دیا کہ جب اس مردود سے بچنا ہو تو مجھے پکار لینا، تم اس سے کیا لڑو گے میں تمہاری اس سے حفاظت کر کے دکھاؤں گا۔ جیسے چھوٹے بچے کو ماں لڑنے کے لئے ہاتھ میں ڈنڈا نہیں دیتی بلکہ وہ اسے کہتی ہے، بیٹا! اگر کوئی تجھے کچھ کہے تو مجھے بتانا۔ اللہ نے بھی یہی معاملہ فرمایا کہ بندے کو اس کو دیکھنے کی طاقت سے محروم کر دیا۔ پھر اس کو بہانہ بنا دیا کہ میرے بندے! تو تو اس کو دیکھ نہیں سکتا اور وہ تجھے دیکھتا ہے اور وار کرتا ہے اس لئے جب تو نے اس مردود سے بچنا ہو تو مجھے پکار لینا، میں پروردگار تمہیں شیطان سے محفوظ فرما دوں گا۔ اس لئے جب ہم لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھتے ہیں تو شیطان بھاگ جاتا ہے۔ بلکہ بھاگتے وقت اس کی ہوا بھی نکل رہی ہوتی ہے۔ دو دوست تھے۔ ایک دوسرے سے ملنے آیا تو وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ لہٰذا وہ چلا گیا۔ بعد میں جب ایک دوسرے سے ملے تو اس نے کہا، یار! میں آپ سے ملنے آیا تھا مگر آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ آپس میں بڑے بے تکلّف تھے۔ اس نے کہا، پھر آپ چلے کیوں گئے میں کونسا لاحول ولاقوۃ پڑھ رہا تھا۔

ہمیں چاہیے کہ جب بھی گناہ کا وسوسہ دل میں آئے ہم لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھیں۔ جیسے حضرت یوسفؑ نے فرمایا تھا: قَالَ مَعَاذَ اللّٰه (یوسف:23) کہا، میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ ہم بھی اسی طرح فوراً اللہ کی پناہ چاہیں، اللہ رب العزت ہمیں محفوظ فرما دیں گے۔ گویا شیطان کے وسوسوں سے بچنے کا آسان گر یہ ہے کہ جیسے ہی ذہن میں وسوسہ آئے، اسے ذہن میں جمنے نہ دیں بلکہ فوراً لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھ لیں، شیطان اسی وقت بھاگ جائے گا اور وسوسہ ختم ہو جائے گا۔ اسی طرح اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھ لینے سے بھی شیطان بھاگ جاتا ہے اور وسوسہ ختم ہو جاتا

ہے۔

شیطانی اور نفسانی وساوس کی پہچان:

یہاں ایک علمی نکتہ سنتے چلیں، انسان کے دل میں جو گناہ کے خیال آتے ہیں وہ کبھی کبھی تو شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اور کبھی کبھی نفس کی طرف سے ہوتے ہیں...... یہ نفس بھی بڑا اگرو گھنٹال ہے بلکہ یہ مہا بدمعاش ہے۔ اس کی بھی باری آئے گی تاہم آج تو شیطان کی باری ہے......سوچنے کی بات ہے کہ بندے کو کیسے پتہ چلے کہ یہ وسوسہ شیطان کی طرف سے ہے یا نفس کی طرف سے؟ اس کو پرکھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی وسوسہ دل میں آئے اور انسان تعوذ پڑھ لے یا لاحول پڑھ لے، اگر وہ شیطانی وسوسہ ہوگا تو فوراً رخصت ہو جائے گا اور اگر اس کو پڑھنے کے باوجود بھی دل میں گناہ کا خیال رہے تو سمجھ لے کہ یہ شیطان کی طرف سے نہیں بلکہ اندر کے نفس کی طرف سے وسوسہ ہوگا۔

شیطان کے عجیب وغریب ہتھکنڈے ہیں جن سے وہ انسان کو بہکاتا ہے۔ جب آپ کو پتہ چل جائے گا تو پھر آپ کو سمجھنا آسان ہو جائے گا کہ شیطان مجھے بہکا رہا ہے یا نہیں۔ پھر آپ دھوکا نہیں کھائیں گے، کم ازکم یہ ضرور پتہ ہوگا کہ کیا ہو رہا ہے۔ تاہم اس کا ایک گُر یہ ہے کہ یہ انسان کو بڑی نیکی سے ہٹا کر چھوٹی نیکی پر لے آتا ہے۔ مثلاً اگر کسی کو نیکی کا ایک کام کرنے پر ایک لاکھ نیکیاں ملنی تھیں تو وہ اسے کسی ایک سو نیکیوں والے کام پر لگا دے گا تا کہ اسے زیادہ فائدہ نہ ہو۔

شیطان نے تہجّد کے لئے جگا دیا:

ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک رات ان کی تہجّد کی نماز قضا ہوگئی۔ انہوں نے اس کے افسوس کی وجہ سے صبح اٹھ کر اللہ کے سامنے گڑگڑا کر معافی مانگی۔ کچھ دنوں کے بعد پھر وہ رات کو سوئے ہوئے تھے۔ اس رات جہاد کی وجہ سے بہت زیادہ تھکاوٹ تھی۔ تہجّد کے قضا ہونے کا وقت قریب تھا۔ کوئی آدمی

آیا اور اس نے انہیں پکڑ کر جگایا اور کہنے لگا، جی آپ اٹھیں اور جلدی سے نماز پڑھ لیں تہجّد کا وقت جا رہا ہے۔ وہ بزرگ اٹھ بیٹھے اور کہنے لگے تو تو میرا بڑا خیر خواہ ہے کہ عین وقت پر جگا دیا ہے تمہاری مہربانی، یہ تو بتا کہ تو کون ہے؟ وہ کہنے لگا، میں شیطان ہوں۔ انہوں نے کہا، شیطان تو کسی کو تہجّد کے لئے نہیں جگاتا تو نے مجھے کیسے جگا دیا، تم تو کسی کا بھلا نہیں چاہتے۔ وہ کہنے لگا، میں آپ کا بھلا آج بھی نہیں چاہ رہا۔ وہ بزرگ بڑے حیران ہوئے اور فرمایا کہ تو نے مجھے تہجّد کے لئے جگایا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میں بھلا نہیں چاہ رہا۔ وہ مردود کہنے لگا، وجہ یہ ہے کہ جب آپ کی پہلے تہجّد کی نماز قضا ہوئی تھی تو اس وقت آپ اتنا روئے تھے کہ آپ کو اس رونے پر اتنا اجر ملا کہ سالوں کی تہجّد پر بھی اتنا اجر نہیں مل سکتا۔ آپ آج بھی سو گئے تھے، تہجّد کا وقت جا رہا تھا میں نے سوچا کہ اگر آپ آج بھی اتنا روئے تو آپ کو آج پھر اتنا اجر مل جائے گا، اس لئے میں نے بہتر سمجھا کہ آپ کو جگا دوں تا کہ آپ کو صرف ایک رات کی تہجّد کا اجر ملے۔

کہیں شہادت کا رتبہ نہ مل جائے:

ایک بزرگ دیوار کے ساتھ چارپائی بچھا کر سوئے ہوئے تھے۔ ان کے پاس شیطان آیا اور انہیں جگا دیا۔ انہوں نے پوچھا، کیا ہوا؟ وہ تیزی کے ساتھ کہنے لگا، یہ دیوار گرنے والی ہے بس تو ایک طرف ہٹ جا۔ جب انہوں نے جلدی میں سنا تو وہ ایک طرف ہٹ گئے۔ جیسے ہی وہ ایک طرف ہٹے دیوار نیچے گر گئی۔ وہ بزرگ کہنے لگے، بھئی! تیرا بھلا ہو، تو میرا کتنا خیر خواہ ہے، تو کون ہے؟ وہ کہنے لگا، میں شیطان ہوں، انہوں نے فرمایا، شیطان تو کبھی کسی کی خیر خواہی نہیں کرتا، تو نے کیسے خیر خواہی کی؟ وہ کہنے لگا، میں نے اب بھی کوئی خیر خواہی نہیں کی۔ وہ حیران ہو کر کہنے لگے، یہ خیر خواہی ہی تو ہے کہ تو نے مجھے دیوار کے نیچے دبنے سے بچا لیا۔ شیطان کہنے لگا، یہی تو میرا فن تھا، اگر آپ وہیں لیٹے رہتے اور دیوار گر جاتی تو اچانک دیوار کے نیچے دبنے کی وجہ سے آپ کو شہادت کی موت آتی، میں نے آپ کو پہلے ہی جگا دیا تا کہ

کہیں آپ کو شہادت کا رتبہ نہ مل جائے۔

ازدواجی زندگی کو برباد کرنے میں شیطان کا کردار:

شیطان خوشگوار ازدواجی زندگی کو قطعاً ناپسند کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ میاں بیوی میں رنجش پیدا ہو اور ازدواجی تعلّقات میں خرابی پیدا ہو۔ وہ خاص طور پر خاوندوں کے دماغ میں فتور ڈالتا ہے۔ لہٰذا خاوند باہر دوستوں کے اندر گلاب کا پھول بنا رہتا ہے اور گھر کے اندر کریلا نیم چڑھا بن جاتا ہے۔ نوجوان آکر کہتے ہیں، حضرت! پتہ نہیں کیا وجہ ہے کہ گھر میں آتے ہی دماغ گرم ہو جاتا ہے۔ وہ اصل میں شیطان گرم کر رہا ہوتا ہے۔ وہ میاں بیوی کے درمیان الجھنیں پیدا کرنا چاہتا ہے۔

شیطان پہلے میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ڈلوا کر خاوند کے منہ سے طلاق کے الفاظ کہلواتا ہے۔ جب اس کی عقل ٹھکانے آتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ وہ تو میں نے غصے میں طلاق کے الفاظ کہہ دیئے تھے۔ چنانچہ وہ بغیر کسی کو بتائے میاں بیوی کے طور پر آپس میں رہنا شروع کر دیں گے۔ وہ جتنا عرصہ اسی حال میں ایک دوسرے سے ملتے رہیں گے تب تک انہیں زنا کا گناہ ملتا رہے گا۔ اب دیکھیں کہ کتنا بڑا گناہ کروا دیا، یہ ایسے کلیدی گناہ کرواتا ہے......!!!

حدیث پاک میں آیا ہے کہ قربِ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ خاوند اپنی بیویوں کو طلاق دیں گے اور پھر بغیر نکاح اور رجوع کے ان کے ساتھ اسی طرح اپنی زندگی گزاریں گے۔

شیطان کی انگلی کا فساد:

ایک مرتبہ ایک آدمی نے شیطان کو دیکھا۔ اس نے کہا، مردود! تو بڑا ہی بدمعاش ہے، تو نے کیا فساد مچایا ہوا ہے، اگر تو آرام سے ایک جگہ بیٹھ جاتا تو دنیا میں امن ہو جاتا۔ وہ مردود جواب میں کہنے لگا، میں تو کچھ نہیں کرتا، صرف انگلی لگاتا ہوں۔ اس نے پوچھا' کیا مطلب؟ شیطان کہنے لگا، ابھی دیکھنا۔

قریب ہی ایک حلوائی کی دکان تھی۔ وہاں کسی برتن میں شیرہ پڑا ہوا تھا۔شیطان نے انگلی شیرے میں ڈبوئی اور دیوار پر لگادی۔ مکھی آکر شیرے پر بیٹھ گئی۔اس مکھی کو کھانے کے لئے ایک چھپکلی آگئی۔ساتھ ہی ایک آدمی کام کررہا تھا۔اس نے چھپکلی کو دیکھا تو اس نے جوتا اٹھا کر چھپکلی کو دے مارا۔وہ جوتا دیوار سے ٹکرا کر حلوائی کی مٹھائی پر گرا۔جیسے ہی جوتا مٹھائی پر گرا تو حلوائی اٹھ کھڑا ہوا اور غصہ میں آکر کہنے لگا، اوئے! تو نے میری مٹھائی میں جوتا کیوں مارا؟ اب وہ الجھنے لگ گئے۔ادھر سے اس کے دوست آگئے اور ادھر سے اس کے دوست پہنچ گئے، بالآخر ایسا جھگڑا مچا کہ خدا کی پناہ۔اب شیطان اس آدمی سے کہنے لگا، دیکھ! میں نہیں کہتا تھا کہ میں تو صرف انگلی لگاتا ہوں۔ جب اس کی ایک انگلی کا یہ فساد ہے تو پھر پورے شیطان میں کتنی نحوست ہوگی۔

غصہ میں شیطان کا کردار:

واقعی شیطان ایسے کام کرواتا ہے جس سے انسان کے اندر غصہ پیدا ہو۔اس کے بعد باقی سارے کام انسان کا اپنا نفس کرتا ہے۔اس لئے مؤمن کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر صبر وتحمل پیدا کرے اور اپنے آپ پر قابو پانا سیکھے۔کیونکہ جب کوئی انسان غصے کی حالت میں ہوتا ہے تو شیطان اس کی رگوں کے اندر خون کی طرح دوڑتا ہے۔ایک اور روایت میں ہے کہ جب انسان غصہ کی حالت میں ہوتا ہے تو شیطان اس کے ساتھ ایسے کھیلتا ہے جیسے کوئی بچہ گیند کے ساتھ کھیل رہا ہوتا ہے۔آجکل کے نوجوانوں کی سب سے بڑی بیماری ہی ''غصہ'' ہے۔ان بیچاروں سے تو غصہ برداشت ہی نہیں ہوتا، ان کو کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ غصہ میں شیطان ان سے کیا کچھ کروالیتا ہے۔

علم سے روکنے میں شیطان کا کردار:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ شیطان کا تخت سمندر کی سطح پر لگتا ہے۔وہ وہاں اپنا دربار لگاتا ہے اور اپنے

چیلوں چانٹوں کو بلاتا ہے اوران سے دن بھر کی کارگزاری سنتا ہے۔ان میں سے ایک کہتا ہے کہ میں نے یہ برا کام کروایا، یہ برا کام کروایا۔

دوسرا کہتا ہے کہ میں نے میاں بیوی میں طلاق دلوادی۔وہ اسے کہتا ہے، Well done (شاباش) تو نے بہت اچھا کام کیا، وہ اسے اپنے قریب بٹھالیتا ہے۔جب سب اپنی اپنی کارگزاری سنا لیتے ہیں تو وہ دیکھتا ہے کہ ایک چھوٹا سا شطونگڑا ایک طرف بیٹھا ہوا ہے۔وہ اس سے پوچھتا ہے کہ تو نے کیا کیا؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے تو چھوٹا سا کام کیا ہے۔اس نے پوچھا، وہ کونسا؟ وہ کہنے لگا کہ ایک چھوٹا سا طالبعلم گھر سے نکلا تھا، اسے ماں نے پڑھنے کے لئے مدرسے بھیجا اور میں نے اس کے دل میں یہ بات ڈالی کہ پڑھنے کیا جانا ہے، چلیں فلاں گراؤنڈ میں جا کر کھیلتے ہیں، لہٰذا وہ مدرسے جانے کی بجائے کھیلنے میں لگ گیا اور وہ وہیں وقت گزار کر واپس چلا گیا۔شیطان نے جب یہ سنا کہ اس نے اس بچے کو پڑھنے سے ہٹایا ہے تو کہنے لگا، واہ! تو نے تو وہ کام کیا جو کسی دوسرے نے نہیں کیا۔چنانچہ شیطان اس شطونگڑے کو انعام میں ایک تاج پہنا دیتا ہے۔

معلوم ہوا کہ علم سے روکنا شیطان کے نزدیک سب سے بڑا کام ہے۔کیونکہ اس کو پتہ ہے کہ اگر اس کو علم حاصل ہو گیا تو پھر میرے ہتھکنڈوں سے بچ جائے گا۔اس لئے جو دوست علم حاصل کرتے ہیں اور نیکی کی زندگی گزارتے ہیں وہ اللہ رب العزت کی حفاظت میں ہوتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا شیطان مسلمان ہوگیا:

سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے کہ نبی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے۔سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے پوچھا، اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا آپ کے ساتھ بھی؟ نبی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا، ہاں میرے ساتھ بھی ایک شیطان ہے لیکن میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے......اللہ کرے کہ

ہمارا شیطان بھی مسلمان ہو جائے۔(آمین)اللہ کے حضور یہ دعائیں مانگا کریں۔

اللہ تعالیٰ کا بندے سے شکوہ:

حدیث قدسی میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا **یا ابن آدم ما انصفتنی** اے ابن آدم! تو نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا۔

وہ کیوں؟ اس لئے کہ اے ابن آدم! شیطان تمہارا دشمن تھا، میں نے تمہارے دشمن کو جنت سے جو تمہارا گھر تھا دھتکار کر باہر نکال دیا،لیکن یہ شیطان میرا دشمن ہے،تم اسے میرے گھر یعنی اپنے دل سے کیوں نہیں نکالتے۔ہمیں چاہیے کہ ہم شیطان کو اللہ کے گھر سے دھکیل کر نکال دیں۔

دل کی صفائی کا ذمہ دار کون ہے؟

یہاں ایک طالبعلمانہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان کا دل اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ اس میں آتے ہیں اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ شیطان اس میں سے نکل جائے تو اللہ تعالیٰ خود ہی اسے نکال دیں۔علماء نے اس کا جواب لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اے انسان! تیری حیثیت میزبان کی سی ہے اور پروردگار کی حیثیت مہمان کی سی ہے،اور گھر کی صفائی میزبان کے ذمہ ہوا کرتی ہے مہمان کے ذمہ نہیں۔اس لئے دل کو صاف کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ جب یہ دل صاف ہو جائے گا تو پھر اللہ رب العزت انسان کے قلب پر تجلّیات عطا فرما دیں گے۔

سالکین کو بہکانے کے دو طریقے:

شیطان سالکین کو دو طرح سے بہکاتا ہے۔

(ا) شہوات کے ذریعے

(۲) شبہات کے ذریعے

شہوات سے مراد چیزوں یا غیر محرم کی محبّت ہے۔کئی سالک تو ان زنجیروں میں الجھے ہوئے ہوتے ہیں، وہ کچھ کرنا بھی چاہتے ہوں تو کچھ نہیں کر سکتے۔اور جن سالکین کی طبائع زیادہ سلیم ہوتی ہیں اور مخلوق کی طرف التفات نہیں کرتیں، فقط اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھتی ہیں، ان کو شیطان شبہات کے ذریعے راستے سے ہٹاتا ہے۔مثلاً دین کی باتوں میں کوئی شبہ پیدا کر دیتا ہے، تصوف وسلوک کے بارے میں کوئی شبہ پیدا کر دیتا ہے، پیر کے بارے میں شبہ پیدا کر دیتا ہے اور کبھی ذکر اذکار کے طریقہ کار کے بارے میں کوئی شبہ پیدا کر دیتا ہے۔اس طرح وہ انسان کو بہکانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔حتیٰ کہ بعض اوقات تو یہ حالت ہوتی ہے کہ سالکین کے ذہن میں عبادات کرتے ہوئے بھی اتنے گندے خیالات ہوتے ہیں کہ پریشان ہو جاتے ہیں۔آپ یہ بات سن کر حیران ہونگے کہ مجھے ایک طالبعلم نے لکھا، حضرت! میں قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ رہا تھا اور میں استاد کی موجودگی میں اس درس کے دوران بیٹھا کبیرہ گناہ کا پلان (منصوبہ) بنا رہا تھا۔

مؤمن اور فاسق کی گناہ کرتے وقت کیفیت:

شیطان انسان کے سامنے گناہوں کو ہلکا کر کے پیش کرتا ہے۔لہٰذا وہ کبیرہ گناہ بھی کر لے گا تو اسے بھی چھوٹا سمجھے گا۔حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ مؤمن کی یہ شان ہے کہ وہ کبیرہ گناہ کو یوں سمجھتا ہے جیسے سر کے اوپر کوئی پہاڑ آ گرا ہو اور فاسق آدمی گناہ کو یوں سمجھتا ہے جیسے مکھی بیٹھی ہوئی تھی جسے اڑا دیا۔

سالک کے لئے سب سے بڑا فتنہ:

شیطان انسان کے سامنے اعمال کو مزین کر کے پیش کرتا ہے۔اس لئے آپ کو ایسے سالکین بھی ملیں گے جو ورد وظیفہ بھی کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ ان کی زندگی میں شریعت کی پابندی بھی نہیں ہوتی اور وہ اس

کے باوجود بھی وہ اپنے آپ کو سالک سمجھ رہے ہوتے ہیں۔اس سے بڑا فتنہ کیا ہوسکتا ہے کہ شریعت کے کاموں کی نافرمانی بھی کی جائے اور پھر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا مقرب بھی سمجھا جائے۔یعنی اوپر سے لا الٰہ اور اندر سے کالی بلا

طریقت کی نمازوں کا واویلا:

اس لئے شیطان نے بعض لوگوں کے دلوں میں ڈالا کہ جو لوگ پانچ نمازیں پڑھتے ہیں وہ شریعت کی نمازیں ہیں اور ہم تو طریقت کی نمازیں پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں۔تہاڈی پنج ویلے ساڈی ہر ویلے یہ سب کفر والحاد والی باتیں ہیں۔اللہ رب العزت نے اپنے تک پہنچنے کے سب راستوں کو بند کر دیا سوائے اس راستہ کے جس پر نبیؑ چلے۔جو آدمی اس راستے پر چلے گا وہی اپنے رب کا قرب حاصل کر سکے گا اور اگر اس راستے سے ہٹے گا تو اس کی منزل بھی بدل جائے گی۔

شیطان کا ساتھ:

شیطان بہت برا ساتھی ہے۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا (النسآء:38) اور شیطان جس کا ساتھی ہوا، یہ بہت برا ساتھی ہے۔

اللہ رب العزت ہم سب کو اس کا ساتھی بننے سے اور اس کے ہتھکنڈوں سے محفوظ فرمادے۔

(آمین ثم آمین)

ایمان کا ڈاکو:

شیطان انسان کے ایمان کا ڈاکو ہے۔اس لئے یہ ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے۔اس بات کی دلیل ہمیں اس سے ملتی ہے کہ اللہ رب العزت نے انسان کی جان کی حفاظت فرشتوں کے ذمے لگائی اور اس کے

ایمان کی حفاظت خود اپنے ذمہ لی۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس طرح دنیا میں انسان چلتے پھرتے ہیں اسی طرح کئی جگہوں پر جن بھی ہوتے ہیں۔ جنوں میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو وہ انسانوں کو جان سے ماردیں مگر اللہ رب العزت نے ہر انسان کے ساتھ فرشتے متعیّن کردیئے ہیں جو ان کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کی وجہ سے جن انسان کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اسی طرح یہ بھی فرشتوں کی طرف سے حفاظت ہی ہوتی ہے کہ انسان ایکسیڈنٹ سے بال بال بچ جاتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے ایمان کی حفاظت اپنے ذمہ لی ہے اس لئے معلوم ہوا کہ ایمان کی حفاظت جان کی حفاظت سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ شیطان ہماری سب سے قیمتی متاع ''ایمان'' کا ڈاکو ہے اس لئے اس کے ہتھکنڈوں سے بچنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

ضدی دشمن:

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ شیطان ہمارا ایسا دشمن ہے جو کبھی رشوت قبول نہیں کرتا۔ باقی دشمن ایسے ہوتے ہیں کہ اگر کوئی ہدیے، تحفے اور رشوت دے دے تو وہ نرم پڑ جائیں گے اور مخالفت چھوڑ دیں گے اور اگر خوشامد کی جائے تو اسے بھی وہ مان جائیں گے مگر شیطان وہ دشمن ہے جو نہ تو رشوت قبول کرتا ہے اور نہ خوشامد قبول کرتا ہے۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہم ایک دن بیٹھ کر اس کی خوشامد کرلیں گے اور یہ ہماری جان چھوڑ جائے گا۔ یہ ہرگز نہیں چھوڑے گا کیونکہ یہ ایمان کا ڈاکو ہے اور اس کی ہر وقت اس بات پر نظر رہتی ہے کہ میں کسی طرح انسان کو ایمان سے محروم کردوں۔

دو خطرناک روحانی بیماریاں:

جب حضرت نوحؑ اپنے امتیوں کو لے کر کشتی میں بیٹھے تو انہیں کشتی میں ایک بوڑھا نظر آیا۔ اسے کوئی پہچانتا بھی نہیں تھا۔ آپؑ نے ہر چیز کا جوڑا جوڑا کشتی میں بٹھایا تھا مگر وہ اکیلا تھا۔ لوگوں نے اسے پکڑ لیا۔

وہ حضرت نوح علیہ السّلام سے پوچھنے لگے کہ یہ بوڑھا کون ہے؟ حضرت نوحؑ نے اس سے پوچھا، بتاؤ تم کون ہو؟ وہ کہنے لگا، جی میں شیطان ہوں۔ آپ نے سن کر فرمایا، تو اتنا چالاک بدمعاش ہے کہ کشتی میں آ گیا۔ کہنے لگا، جی مجھ سے غلطی ہوگئی ہے اب آپ مجھے معاف فرما دیں۔ آپ نے فرمایا، تمہیں ہم ایسے ہی نہیں چھوڑیں گے، تو ہمیں اپنا گر بتا تا جا جس سے تو لوگوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچاتا ہے۔ کہنے لگا، جی میں سچ سچ بتاؤں گا البتہ آپ وعدہ کریں کہ آپ مجھے چھوڑ دیں گے۔ آپؑ نے فرمایا، ٹھیک ہے ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔ وہ کہنے لگا، میں دو باتوں سے انسان کو زیادہ نقصان پہنچاتا ہوں۔

(۱) حسد

(۲) حرص

وہ پھر کہنے لگا کہ حسد ایک ایسی چیز ہے کہ میں خود اس کی وجہ سے برباد ہوا اور حرص وہ چیز ہے جس کی وجہ سے آدمؑ کو جنت سے زمین پر اتار دیا گیا۔ اس لئے میں انہی دو چیزوں کی وجہ سے انسانوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچاتا ہوں۔

واقعی یہ دونوں ایسی خطرناک بیماریاں ہیں جو تمام بیماریوں کی بنیاد بنتی ہیں۔ آج کے سب لڑائی جھگڑے یا تو حسد کی وجہ سے ہیں یا حرص کی وجہ سے۔ حاسد انسان اندر ہی اندر آگ میں جلتا رہتا ہے۔ وہ کسی کو اچھی حالت میں دیکھ نہیں سکتا۔ دوسرے انسان پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہوتی ہیں اور حاسد کے اندر مروڑ پیدا ہوتے ہیں کہ وہ اچھی حالت میں کیوں ہے۔

شیطان کے تجربات کا نچوڑ:

ایک دفعہ شیطان کی حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے پوچھا، تو کون ہے؟ وہ کہنے لگا، میں شیطان ہوں۔ انہوں نے فرمایا، تم لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے بڑے ڈورے ڈالتے پھرتے ہو،

تمہارے تجربے میں کونسی بات آئی ہے؟ وہ کہنے لگا، آپ نے تو بڑی عجیب بات پوچھی ہے، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں آپ کو اپنی ساری زندگی کا تجربہ بتا دوں۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا، پھر کیا ہے بتا دے۔ وہ کہنے لگا، تین باتیں میرے تجربات کا نچوڑ ہیں۔

☆ پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر آپ صدقہ کرنے کی نیت کر لیں تو فوراً دے دیں کیونکہ میری کوشش یہ ہوتی ہے کہ نیت کرنے کے بعد بندے کو بھلا دوں۔ جب میں کسی کو بھلا دیتا ہوں تو پھر اسے یاد ہی نہیں ہوتا کہ میں نے نیت کی تھی یا نہیں۔

☆ دوسری بات یہ ہے کہ جب آپ اللہ تعالیٰ سے کوئی وعدہ کریں تو اسے فوراً پورا کر دینا کیونکہ میری کوشش یہ ہوتی ہے کہ میں اس وعدے کو تڑوا دوں۔ مثلاً کوئی وعدہ کرے کہ اے اللہ! میں یہ گناہ نہیں کروں گا تو میں خاص محنت کرتا ہوں کہ وہ اس گناہ میں ضرور مبتلا ہو۔

☆ تیسری بات یہ ہے کہ کسی غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھنا کیونکہ میں مرد کی کشش عورت کے دل میں پیدا کر دیتا ہوں اور عورت کی کشش مرد کے دل میں پیدا کر دیتا ہوں۔ میں یہ کام اپنے چیلوں سے نہیں لیتا بلکہ میں بذات خود یہ کام کرتا ہوں۔

شیطان کی رسیاں:

حدیث پاک میں آیا ہے: اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّیْطٰنِ عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں۔ عورتیں شیطان کا ایسا جال ہیں جس میں آدمی پھنس ہی جاتا ہے۔ بعض کتابوں میں شیطان کا قول نقل کیا گیا ہے کہ عورت میرا وہ تیر ہے جو کبھی خطا نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ شیطان نے مردوں کو عورتوں کے ذریعے تباہ کر رکھا

ہےاور عورتوں کو مال کے ذریعے۔ تزکیہ نفس نہ ہوتو نوجوان اور بوڑھے سب بدنظری کے مریض ہوتے ہیں۔ بلکہ فاسق وفاجر قسم کے لوگ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اولاد تو اپنی اچھی لگتی ہے مگر بیوی دوسرے کی اچھی لگتی ہے۔ (العیاذ باللہ) ہمارے اسلاف عورت کے فتنہ سے بہت بچتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ بوڑھے ہوگئے اور بال بھی سارے سفید ہو گئے تو اس وقت بھی یہ دعا مانگتے تھے، اے اللہ! مجھے قتل اور زنا سے محفوظ فرمانا۔ کسی نے دعا سنی تو پوچھا۔ آپ اس بڑھاپے میں بھی ایسی دعا مانگ رہے ہیں؟ فرمانے لگے کہ میرا شیطان ابھی تک میرے ساتھ موجود ہے ابھی پیچھے ہٹا تو نہیں ہے۔

ہمارے سلسلے کے ایک بزرگ حضرت خواجہ عبدالمالکؒ چوک قریشیاں والے ایک مرتبہ کسی مرید کے گھر تشریف لے گئے۔ مرید کی بیوی نے حضرت سے پردہ نہ کیا۔ حضرت نے مرید کو بلا کر ڈانٹا اور کہا کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں میرا شیطان تو بوڑھا نہیں ہوا۔ لہٰذا مرید کو یہ بات سن کر عقل آئی اور پردے کا انتظام کیا۔

برصیصا راہب کی گمراہی اور اس کا عبرتناک انجام:

شیطان کے مکروفریب کے بارے میں حدیث پاک میں بہت ہی عجیب واقعہ آیا ہے۔ ابن عامر نے عبید بن یسار سے لے کر نبیؑ تک اس واقعہ کی سند پہنچائی ہے۔ یہ واقعہ تلبیس ابلیس میں بھی نقل کیا گیا ہے۔

بنی اسرائیل میں برصیصا نامی ایک راہب تھا۔ اس وقت بنی اسرائیل میں اس جیسا کوئی عبادت گزار نہیں تھا۔ اس نے ایک عبادت خانہ بنایا ہوا تھا۔ وہ اسی میں عبادت میں مست رہتا تھا۔ اسے لوگوں سے کوئی غرض نہیں تھی۔ نہ تو وہ کسی کو ملتا تھا اور نہ ہی کسی کے پاس آتا جاتا تھا۔ شیطان نے اسے گمراہ کرنے کا ارادہ کرلیا۔ برصیصا اپنے کمرے سے باہر نکلتا ہی نہیں تھا۔ وہ ایسا عبادت گزار تھا کہ اپنا وقت ہرگز ضائع

نہیں کرتا تھا۔شیطان نے دیکھا کہ جب دن میں کچھ وقت یہ تھکتے ہیں تو کبھی کبھی اپنی کھڑکی سے باہر جھانک کر دیکھ لیتے ہیں۔ ادھر کوئی آبادی نہیں تھی۔ اس کا اکیلا صومعہ تھا۔اس کے ارد گرد کھیت اور باغات تھے۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ دن میں ایک یا دو مرتبہ کھڑکی سے دیکھتے ہیں تو اس مردود نے انسانی شکل میں آکر اس کھڑکی کے سامنے نماز کی نیت باندھ لی......اس نے نماز کیا پڑھنی تھی، فقط شکل بنا کر کھڑا تھا......اب دیکھو کہ جس کی جو لائن ہوتی ہے اس کو گمراہ کرنے کے لئے اس کے مطابق (دلکش) بہروپ بناتا ہے۔

چنانچہ جب اس نے کھڑکی میں سے باہر جھانکا تو ایک آدمی کو قیام کی حالت میں دیکھا۔ وہ بڑا حیران ہوا۔ جب دن کے دوسرے حصے میں اس نے دوبارہ ارادتاً باہر دیکھا تو وہ رکوع میں تھا۔ بڑا لمبا رکوع کیا۔ پھر تیسری مرتبہ سجدے کی حالت میں دیکھا۔ کئی دن اسی طرح ہوتا رہا۔ آہستہ آہستہ برصیصا کے دل میں یہ بات آنے لگی کہ یہ تو کوئی بڑا ہی بزرگ انسان ہے جو دن رات اتنی عبادتیں کر رہا ہے۔ وہ کئی مہینوں تک اسی طرح شکل بنا کر قیام، رکوع اور سجدے کرتا رہا۔ یہاں تک کہ برصیصا کے دل میں یہ بات آنے لگی کہ میں اس سے پوچھوں تو سہی کہ یہ کون ہے۔

جب برصیصا کے دل میں یہ بات آنے لگی تو شیطان نے کھڑکی کے قریب مصلّٰی بچھانا شروع کر دیا۔ جب مصلّٰی کھڑکی کے قریب آ گیا اور برصیصا نے باہر جھانکا تو اس نے شیطان سے پوچھا، تم کون ہو؟ وہ کہنے لگا، آپ کو مجھ سے کیا غرض ہے، میں اپنے کام میں لگا ہوا ہوں، مجھے ڈسٹرب نہ کریں۔ وہ سوچنے لگا کہ عجیب بات ہے کہ کسی کی کوئی بات سننا گوارا ہی نہیں کرتا۔ دوسرے دن برصیصا نے پھر پوچھا کہ آپ اپنا تعارف تو کروائیں۔ وہ کہنے لگا، مجھے اپنا کام کرنے دو۔

اللہ کی شان کہ ایک دن بارش ہونے لگی۔ وہ بارش میں بھی نماز کی شکل بنا کر کھڑا ہو گیا۔ برصیصا کے دل

میں بات آئی کہ جب یہ اتنا عبادت گزار ہے کہ اس نے بارش کی بھی کوئی پروانہیں کی تو کیوں نہ میں ہی اچھے اخلاق کا مظاہرہ کروں اور اس سے کہوں کہ میاں! اندر آجاؤ۔ چنانچہ اس نے شیطان کو پیشکش کی کہ باہر بارش ہو رہی ہے، تم اندر آجاؤ۔ وہ جواب میں کہنے لگا، ٹھیک ہے، مؤمن کو مؤمن کی دعوت قبول کر لینی چاہیے، لہٰذا میں آپ کی دعوت قبول کر لیتا ہوں۔ وہ تو چاہتا ہی یہی تھا۔ چنانچہ اس نے کمرے میں آکر نماز کی نیت باندھ لی۔ وہ کئی مہینوں تک اس کے کمرے میں عبادت کی شکل بناتا رہا۔ وہ دراصل عبادت نہیں کر رہا تھا، فقط نماز کی شکل بنا رہا تھا، لیکن برصیصا یہی سمجھ رہا تھا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے۔ اس کو نماز سے کیا غرض تھی، وہ تو اپنے مشن پر تھا۔

جب کئی مہینے گزر گئے تو برصیصا نے اسے واقعی بہت بڑا بزرگ سمجھنا شروع کر دیا اور اس کے دل میں اس کی عقیدت پیدا ہونا شروع ہوگئی۔ اتنے عرصے کے بعد شیطان برصیصا سے کہنے لگا کہ اب میرا سال پورا ہو چکا ہے لہٰذا میں اب یہاں سے جاتا ہوں، میرا مقام کہیں اور ہے۔ روانہ ہوتے وقت ویسے ہی دل نرم ہو چکا ہوتا ہے لہٰذا وہ برصیصا سے کہنے لگا، اچھا میں آپ کو جاتے جاتے ایک ایسا تحفہ دے جاتا ہوں جو مجھے اپنے بڑوں سے ملا تھا۔ وہ تحفہ یہ ہے کہ اگر تمہارے پاس کوئی بھی بیمار آئے تو اس پر یہ پڑھ کر دم کر دیا کرنا، وہ ٹھیک ہو جایا کرے گا۔ تم بھی کیا یاد کرو گے کہ کوئی آیا تھا اور تحفہ دے گیا تھا۔ برصیصا نے کہا، مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ کہنے لگا کہ ہمیں یہ نعمت طویل مدت کی محنت کے بعد ملی ہے، میں وہ نعمت تمہیں تحفے میں دے رہا ہوں اور تم انکار کر رہے ہو، تم تو بڑے نالائق انسان ہو۔ یہ سن کر برصیصا کہنے لگا، اچھا جی، مجھے بھی سکھا ہی دیں۔ چنانچہ شیطان نے اسے ایک دم سکھا دیا اور یہ کہتے ہوئے رخصت ہو گیا کہ اچھا پھر کبھی ملیں گے۔

وہ وہاں سے سیدھا بادشاہ کے گھر گیا۔ بادشاہ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ شیطان نے جا کر اس کی بیٹی

پر اثر ڈالا اور وہ مجنونہ سی بن گئی۔ وہ خوبصورت اور پڑھی لکھی لڑکی تھی لیکن شیطان کے اثر سے اسے دورے پڑنا شروع ہو گئے۔ بادشاہ نے اس کے علاج کے لئے حکیم اور ڈاکٹر بلوا لئے۔ کئی دنوں تک وہ اس کا علاج کرتے رہے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔

جب کئی دنوں کے علاج کے بعد بھی کچھ افاقہ نہ ہوا تو شیطان نے بادشاہ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ بڑے حکیموں اور ڈاکٹروں سے علاج کروا لیا ہے، اب کسی دم والے سے ہی دم کروا کر دیکھ لو۔ یہ خیال آتے ہی اس نے سوچا کہ ہاں کسی دم والے کو تلاش کرنا چاہیے۔ چنانچہ اس نے اپنے سرکاری ہرکارے بھیجے تاکہ وہ پتہ کر کے آئیں کہ اس وقت سب سے زیادہ نیک بندہ کون ہے۔ سب نے کہا کہ اس وقت سب سے زیادہ نیک آدمی تو برصیصا ہے اور وہ تو کسی سے ملتا ہی نہیں ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ اگر وہ کسی سے نہیں ملتا تو ان کے پاس جا کر میری طرف سے درخواست کرو کہ ہم آپ کے پاس آجاتے ہیں۔

کچھ آدمی برصیصا کے پاس گئے۔ اس نے انہیں دیکھ کر کہا کہ آپ مجھے ڈسٹرب کرنے کیوں آئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بادشاہ کی بیٹی بیمار ہے، حکیموں اور ڈاکٹروں سے بڑا علاج کروایا ہے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، بادشاہ چاہتے ہیں کہ آپ بیشک یہاں نہ آئیں تاکہ آپ کی عبادت میں خلل نہ آئے، ہم آپ کے پاس بچی کو لے کر آجاتے ہیں، آپ یہیں اس بچی کو دم کر دینا، ہمیں امید ہے کہ آپ کے دم کرنے سے وہ ٹھیک ہو جائے گی۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ ہاں میں نے ایک دم سیکھا تو تھا، اس دم کو آزمانے کا یہ اچھا موقع ہے، چلو یہ تو پتہ چل جائے گا کہ وہ دم ٹھیک بھی ہے یا نہیں، چنانچہ اس نے ان لوگوں کو بادشاہ کی بیٹی کو لانے کی اجازت دے دی۔

بادشاہ اپنی بیٹی کو لے کر برصیصا کے پاس آگیا، اس نے جیسے ہی دم کیا وہ فوراً ٹھیک ہو گئی۔ مرض بھی شیطان نے لگایا تھا اور دم بھی اسی نے بتایا تھا لہٰذا دم کرتے ہی شیطان اس کو چھوڑ کر چلا گیا اور وہ بالکل

ٹھیک ہوگئی۔ بادشاہ کو پکا یقین ہو گیا کہ میری بیٹی اس کے دم سے ٹھیک ہوئی ہے۔

ایک ڈیڑھ ماہ کے بعد اس نے پھر اسی طرح بچی پر حملہ کیا اور وہ اسے پھر برصیصا کے پاس لے آئے۔ اس نے دم کیا تو وہ پھر اسے چھوڑ کر چلا گیا۔حتیٰ کہ دو چار دن کے بعد بادشاہ کو پکا یقین ہو گیا کہ میری بیٹی کا علاج اس کے دم میں ہے۔اب برصیصا کی بڑی شہرت ہوئی کہ اس کے دم سے بادشاہ کی بیٹی ٹھیک ہو جاتی ہے۔

کچھ عرصہ کے بعد اس بادشاہ کے ملک پر کسی نے حملہ کیا۔وہ اپنے شہزادوں کے ہمراہ دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے تیاری کرنے لگا۔اب بادشاہ سوچ میں پڑ گیا کہ اگر جنگ میں جائیں تو بیٹی کو کس کے پاس چھوڑ کر جائیں۔کسی نے مشورہ دیا کہ کسی وزیر کے پاس چھوڑ جائیں اور کسی نے کوئی اور مشورہ دیا۔ بادشاہ کہنے لگا کہ اگر اس کو دوبارہ بیماری لگ گئی تو پھر کیا بنے گا، برصیصا تو کسی کی بات بھی نہیں سنے گا۔ چنانچہ بادشاہ نے کہا کہ میں خود برصیصا کے پاس اپنی بیٹی کو چھوڑ جاتا ہوں...... دیکھو، شیطان کیسے جوڑ ملا رہا ہے...... بادشاہ اپنے تینوں بیٹوں اور بیٹی کو لے کر برصیصا کے پاس پہنچ گیا اور کہنے لگا کہ ہم جنگ پر جا رہے ہیں، زندگی اور موت کا پتہ نہیں ہے، مجھے اس وقت سب سے زیادہ اعتماد تمہی پر ہے اور میری بیٹی کا علاج بھی تمہارے ہی پاس ہے، لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ یہ بچی تمہارے پاس ہی ٹھہر جائے۔ برصیصا کہنے لگا، توبہ توبہ!!! میں یہ کام کیسے کر سکتا ہوں کہ یہ اکیلی میرے پاس ٹھہرے۔ بادشاہ نے کہا، نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے، بس آپ اجازت دے دیں، میں اس کے رہنے کے لئے آپ کے عبادت خانے کے سامنے ایک گھر بنوا دیتا ہوں اور یہ اسی گھر میں ٹھہرے گی۔ برصیصا نے یہ سن کر کہا، چلو ٹھیک ہے۔ جب اس نے اجازت دی تو بادشاہ نے اس کے عبادت خانے کے سامنے گھر بنوا دیا اور بچی کو وہاں چھوڑ کر جنگ پر روانہ ہو گئے۔

اب برصیصا کے دل میں بات آئی کہ میں اپنے لئے تو کھانا بناتا ہی ہوں، اگر بچی کا کھانا بھی میں ہی بنا دیا کروں تو اس میں کیا حرج ہے کیونکہ وہ اکیلی ہے پتہ نہیں کہ اپنے لئے کھانا پکائے گی بھی یا نہیں پکائے گی۔ چنانچہ وہ کھانا بناتا اور آدھا خود کھا کر باقی آدھا کھانا اپنے عبادت خانے کے دروازے سے باہر رکھ دیتا اور اپنا دروازہ کھٹکھٹا دیتا۔ یہ اس لڑکی کے لئے اشارہ ہوتا تھا کہ وہ اپنا کھانا اٹھالے۔ اس طرح وہ لڑکی کھانا اٹھا کر لے جاتی اور کھالیتی۔ کئی مہینوں تک یہی معمول رہا۔

اس کے بعد شیطان نے اس کے دل میں یہ بات ڈالی کہ دیکھو، وہ لڑکی اکیلی رہتی ہے، تم کھانا پکا کر اپنے دروازے کے باہر رکھ دیتے ہو اور لڑکی کو وہ کھانا اٹھانے کے لئے گلی میں نکلنا پڑتا ہے۔ اگر کبھی کسی مرد نے دیکھ لیا تو وہ تو اس کی عزت خراب کر دے گا۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ کھانا بنا کر اس کے دروازے کے اندر رکھ دیا کرو تاکہ اس کو باہر نہ نکلنا پڑے۔ چنانچہ برصیصا نے کھانا بنا کر اس کے دروازے کے اندر رکھنا شروع کر دیا۔ وہ کھانا رکھ کر کنڈی کھٹکھٹا دیتا اور وہ کھانا اٹھا لیتی۔ یہی سلسلہ چلتا رہا۔

جب کچھ اور مہینے بھی گزر گئے تو شیطان نے اس کے دل میں ڈالا کہ تم خود تو عبادت میں لگے ہوتے ہو، یہ لڑکی اکیلی ہے، ایسا نہ ہو کہ تنہائی کی وجہ سے اور زیادہ بیمار ہو جائے، اس لئے بہتر ہے کہ اس کو کچھ نصیحت کر دیا کرو تاکہ یہ بھی عبادت گزار بن جائے اور اس کا وقت ضائع نہ ہو۔ یہ خیال دل میں آتے ہی اس نے کہا کہ ہاں، یہ بات تو بہت اچھی ہے لیکن اس کام کی کیا ترتیب ہونی چاہیے۔ شیطان نے اس بات کا جواب بھی اس کے دل میں ڈالا کہ اس کو کہہ دو کہ وہ اپنے گھر کی چھت پر آجایا کرے اور تم بھی اپنے گھر کی چھت پر بیٹھ جایا کرو اور اسے وعظ و نصیحت کیا کرو، چنانچہ اس نے اسی ترتیب سے وعظ و نصیحت کرنا شروع کر دی۔ اس کے وعظ کا اس لڑکی پر بڑا اثر ہوا۔ اس نے نمازیں اور وظیفے شروع کر دیئے۔ اب شیطان نے اس کے دل میں یہ بات ڈالی کہ دیکھ، تیری نصیحت کا اس پر کتنا اثر ہوا۔ ایسی

نصیحت تو ہر روز ہونی چاہیے۔ چنانچہ اس نے روزانہ نصیحت کرنا شروع کر دی۔
اسی طرح کرتے کرتے جب کچھ وقت گزر گیا تو شیطان نے پھر اس کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تم اپنے گھر کی چھت پر بیٹھتے ہو اور وہ اپنے گھر کی چھت پر بیٹھتی ہے، راستے میں سے گزرنے والے کیا باتیں سوچیں گے کہ یہ کون باتیں کر رہے ہیں، اس طرح تو بہت ہی غلط تاثر پیدا ہو جائے گا، اس لئے بہتر یہ ہے کہ چھت پر بیٹھ کر اونچی آواز سے بات کرنے کی بجائے تم دروازے سے باہر کھڑے ہو کر تقریر کرو اور وہ دروازے کے اندر کھڑی ہو کر سن لے، پردہ تو ہو گا ہی سہی۔ چنانچہ اب اس ترتیب سے وعظ و نصیحت شروع ہو گئی۔ کچھ عرصہ تک اسی طرح معمول رہا۔
اس کے بعد شیطان نے پھر برصیصا کے دل میں خیال ڈالا کہ تم باہر کھڑے ہو کر تقریر کرتے ہو، دیکھنے والے کیا کہیں گے کہ پاگلوں کی طرح ایسے ہی باتیں کر رہا ہے، اس لئے اگر تقریر کرنی ہی ہے تو چلو کواڑ کے اندر کھڑے ہو کر کر لیا کرو۔ وہ دور کھڑی ہو کر سن لیا کرے گی۔ چنانچہ اب اس نے دروازے کے اندر کھڑے ہو کر تقریر کرنا شروع کر دی۔ جب اس نے اندر کھڑے ہو کر تقریر کرنا شروع کر دی تو لڑکی نے اس کو بتایا کہ اتنی نمازیں پڑھتی ہوں اور اتنی عبادت کرتی ہوں۔ یہ سن کر اسے بڑی خوشی ہوئی کہ میری باتوں کا اس پر بڑا اثر ہو رہا ہے۔ اب میں اکیلا ہی عبادت نہیں کر رہا ہوتا بلکہ یہ بھی عبادت کر رہی ہوتی ہے۔ کئی دنوں تک یہی سلسلہ چلتا رہا۔
بالآخر شیطان نے لڑکی کے دل میں برصیصا کی محبّت ڈالی اور برصیصا کے دل میں لڑکی کی محبّت ڈالی۔ چنانچہ لڑکی نے کہا کہ آپ جو کھڑے کھڑے بیان کرتے ہیں، میں آپ کے لئے چارپائی ڈال دیا کروں گی، آپ اس پر بیٹھ کر بیان کر دیا کرنا اور میں دور بیٹھ کر سن لیا کروں گی۔ اس نے کہا، بہت اچھا۔ لڑکی نے دروازے کے قریب چارپائی ڈال دی۔ برصیصا اس پر بیٹھ کر نصیحت کرتا رہا اور لڑکی دور بیٹھ کر بات

سنتی رہی۔ اس دوران شیطان نے برصیصا کے دل میں لڑکی کے لئے بڑی شفقت و ہمدردی پیدا کر دی۔ کچھ دن گزرے تو شیطان نے عابد کے دل میں بات ڈالی کہ نصیحت سنانی تو لڑکی کو ہوتی ہے، دور بیٹھنے کی وجہ سے اونچا بولنا پڑتا ہے، گلی سے گزرنے والے لوگ بھی سنتے ہیں، کتنا اچھا ہو کہ یہ چارپائی ذرا آگے کر کے رکھ لیا کریں اور پست آواز میں گفتگو کر لیا کریں۔ چنانچہ برصیصا کی چارپائی لڑکی کی چارپائی کے قریب تر ہو گئی اور وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری رہا۔

کچھ عرصہ اسی طرح گزرا تو شیطان نے لڑکی کو مزین کر کے برصیصا کے سامنے پیش کرنا شروع کر دیا اور وہ یوں اس لڑکی کے حسن و جمال کا گرویدہ ہوتا گیا۔ اب شیطان نے برصیصا کے دل میں جوانی کے خیالات ڈالنا شروع کر دیئے۔ حتیٰ کہ برصیصا کا دل عبادت خانے سے اچاٹ ہو گیا اور اس کا زیادہ وقت لڑکی سے باتیں کرنے میں گزر جاتا۔

سال گزر چکا تھا۔ ایک دفعہ شہزادوں نے آ کر شہزادی کی خبر گیری کی تو شہزادی کو خوش خرم پایا اور راہب کے گن گاتے دیکھا۔ شہزادوں کو لڑائی کے لئے دوبارہ سفر پر جانا تھا اسلئے وہ مطمئن ہو کر چلے گئے۔ اب شہزادوں کے جانے کے بعد شیطان نے اپنی کوششیں تیز تر کر دیں۔ چنانچہ اس نے برصیصا کے دل میں لڑکی کا عشق پیدا کر دیا اور لڑکی کے دل میں برصیصا کا عشق بھر دیا۔ حتی کہ دونوں طرف برابر کی آگ سلگ اٹھی۔

اب جس وقت عابد نصیحت کرتا تو سارا وقت اس کی نگاہیں شہزادی کے چہرے پر جمی رہتیں۔ شیطان لڑکی کو ناز و انداز سکھاتا اور وہ سراپا نازنین رشک قمر اپنے انداز و اطوار سے برصیصا کا دل لبھاتی۔ حتیٰ کہ عابد نے علیحدہ چارپائی پر بیٹھنے کی بجائے لڑکی کے ساتھ ایک ہی چارپائی پر بیٹھنا شروع کر دیا۔ اب اس کی نگاہیں جب شہزادی کے چہرے پر پڑیں تو اس نے اسے سراپا حسن و جمال اور جاذب نظر پایا۔ چنانچہ

عابد اپنے شہوانی جذبات پر قابو نہ رکھ سکا اور اس شہزادی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ شہزادی نے مسکرا کر اس کی حوصلہ افزائی کی۔ یہاں تک کہ برصیصا زنا کا مرتکب ہو گیا۔ جب دونوں کے درمیان سے حیا کی دیوار ہٹ گئی اور زنا کے مرتکب ہوئے تو وہ آپس میں میاں بیوی کی طرح رہنے لگ گئے۔ اس دوران شہزادی حاملہ ہو گئی۔

اب برصیصا کو فکر لاحق ہوئی کہ اگر کسی کو پتہ چل گیا تو کیا بنے گا، مگر شیطان نے اس کے دل میں خیال ڈالا کہ کوئی فکر کی بات نہیں، جب وضع حمل ہو گا تو نو مولود کو زندہ درگور کر دینا اور لڑکی کو سمجھا دینا، وہ اپنا بھی عیب چھپائے گی اور تمہارا عیب بھی چھپائے گی۔ اس خیال کے آتے ہی ڈر اور خوف کے تمام حجاب دور ہو گئے اور برصیصا بے خوف و خطر ہوس پرستی اور نفس پرستی میں مشغول رہا۔

ایک وہ دن بھی آیا جب اس شہزادی نے بچے کو جنم دیا۔ جب بچے کو وہ دودھ پلانے لگی تو شیطان نے برصیصا کے دل میں ڈالا کہ اب تو ڈیڑھ دو سال گزر گئے ہیں اور بادشاہ اور دیگر لوگ جنگ سے واپس آنے والے ہیں۔ شہزادی تو ان کو سارا ماجرا سنا دے گی۔ اس لئے تم اس کا بیٹا کسی بہانے سے قتل کر دو تا کہ گناہ کا ثبوت نہ رہے۔

چنانچہ ایک دفعہ شہزادی سوئی ہوئی تھی۔ اس نے بچے کو اٹھایا اور قتل کر کے گھر کے صحن میں دبا دیا۔ اب ماں تو ماں ہی ہوتی ہے۔ جب وہ اٹھی تو اس نے کہا، میرا بیٹا کدھر ہے؟ اس نے کہا، مجھے تو کوئی خبر نہیں۔ ماں نے ادھر ادھر دیکھا تو بیٹے کا کہیں سراغ نہ ملا۔ چنانچہ وہ اس سے خفا ہونے لگی۔ جب وہ خفا ہونے لگی تو شیطان نے برصیصا کے دل میں بات ڈالی کہ دیکھو، یہ ماں ہے، یہ اپنے بچے کو ہرگز نہیں بھولے گی، پہلے تو نہ معلوم یہ بتاتی یا نہ بتاتی اب تو یہ ضرور بتا دے گی لہٰذا اب ایک ہی علاج باقی ہے لڑکی کو بھی قتل کر دو۔ تا کہ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بنسری۔ جب بادشاہ آ کر پوچھے گا تو بتا دینا کہ پس وہ بیمار ہوئی

تھی اور مرگئی تھی۔ جیسے ہی اس کے دل میں یہ بات آئی کہنے لگا کہ بالکل ٹھیک ہے۔ چنانچہ اس نے لڑکی کو بھی قتل کر دیا اور لڑکے کے ساتھ ہی صحن میں دفن کر دیا۔ اس کے بعد وہ اپنی عبادت میں لگ گیا۔

کچھ مہینوں کے بعد بادشاہ سلامت واپس آگئے۔ اس نے بیٹوں کو بھیجا کہ جاؤ اپنی بہن کو لے آؤ۔ وہ برصیصا کے پاس آئے اور کہنے لگے، جی ہماری بہن آپ کے پاس تھی، ہم اسے لینے آئے ہیں۔ برصیصا ان کی بات سن کر رو پڑا اور کہنے لگا کہ آپ کی بہن بہت اچھی تھی، بڑی نیک تھی اور ایسے ایسے عبادت کرتی تھی، لیکن وہ اللہ کو پیاری ہوگئی تھی، یہ صحن میں اس کی قبر ہے۔ بھائیوں نے جب سنا تو وہ رو دھو کر واپس چلے گئے۔

گھر جا کر جب وہ رات کو سوئے تو شیطان خواب میں بڑے بھائی کے پاس گیا اور اس سے پوچھنے لگا، بتاؤ تمہاری بہن کا کیا بنا؟ وہ کہنے لگا، ہم جنگ کے لئے گئے ہوئے تھے، اسے برصیصا کے پاس چھوڑ کر گئے تھے، وہ اب فوت ہو چکی ہے۔ شیطان کہنے لگا، وہ تو فوت نہیں ہوئی تھی۔ اس نے پوچھا کہ اگر فوت نہیں ہوئی تھی تو پھر کیا ہوا تھا؟ وہ کہنے لگا برصیصا نے خود یہ کرتوت کیا ہے اور اس نے خود اسے قتل کیا ہے اور فلاں جگہ اسے دفن کیا اور بچے کو بھی اس نے اسی کے ساتھ دفن کیا تھا۔ اس کے بعد وہ خواب میں ہی اس کے درمیانے بھائی کے پاس گیا اور اس کو بھی یہی کچھ کہا اور پھر اسکے چھوٹے بھائی کے پاس جا کر بھی یہی کچھ کہا۔

تینوں بھائی جب صبح اٹھے تو ایک نے کہا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے، دوسرے نے کہا کہ میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے اور تیسرے نے کہا کہ میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے۔ وہ آپس میں کہنے لگے کہ یہ عجیب اتفاق ہے کہ سب کو ایک جیسا خواب آیا ہے۔ سب سے چھوٹے بھائی نے کہا، یہ اتفاق کی بات نہیں ہے بلکہ میں تو جا کر تحقیق کروں گا۔ دوسروں نے کہا، چھوڑو بھائی یہ کونسی بات ہے، جانے دو۔ وہ

کہنے لگا، نہیں میں ضرور تفتیش کروں گا۔ چنانچہ چھوٹا بھائی غصہ میں آ کر چل پڑا۔ اسے دیکھ کر باقی بھائی بھی اس کے ساتھ ہو لیے۔ انہوں نے جا کر جب زمین کو کھودا تو انہیں اس میں بہن کی ہڈیاں بھی مل گئیں اور ساتھ ہی چھوٹے سے بچے کی ہڈیوں کا ڈھانچہ بھی مل گیا۔

جب ثبوت مل گیا تو انہوں نے برصیصا کو گرفتار کرلیا۔ اسے جب قاضی کے پاس لے جایا گیا تو اس نے قاضی کے روبرو اپنے اس گھناؤنے اور مکروہ فعل کا اقرار کرلیا اور قاضی نے برصیصا کو پھانسی دینے کا حکم دے دیا۔

جب برصیصا کو پھانسی کے تختے پر لایا گیا اور اس کے گلے میں پھندا ڈالا گیا اور پھر پھندا کھینچنے کا وقت آیا تو پھندہ کھینچنے سے عین دو چار لمحے پہلے شیطان اس کے پاس وہی عبادت گزار کی شکل میں آیا۔ وہ اسے کہنے لگا، کیا مجھے پہچانتے ہو کہ میں کون ہوں؟ برصیصا نے کہا، ہاں میں تمہیں پہچانتا ہوں، تم وہی عبادت گزار ہو جس نے مجھے وہ دم بتایا تھا۔ شیطان نے کہا، وہ دم بھی آپ کو میں نے بتایا تھا، لڑکی کو بھی میں نے اپنا اثر ڈال کر بیمار کیا تھا، اسے قتل بھی میں نے تجھ سے کروایا تھا اور اگر اب تو بچنا چاہے تو میں ہی تمہیں بچا سکتا ہوں۔ برصیصا نے کہا، اب تم مجھے کیسے بچا سکتے ہو؟ وہ کہنے لگا، تم میری ایک بات مان لو میں تمہارا یہ کام کر دیتا ہوں۔ اس نے پوچھا کہ میں آپ کی کون سی بات مانوں؟ شیطان نے کہا کہ بس یہ کہہ دو کہ خدا نہیں ہے۔ برصیصا کے تو حواس باختہ ہو چکے تھے۔ اس نے سوچا کہ چلو، میں ایک دفعہ یہ کہہ دیتا ہوں، پھر پھانسی سے بچنے کے بعد دوبارہ اقرار کرلوں گا۔ چنانچہ اس نے کہہ دیا، خدا موجود نہیں ہے۔ عین اس لمحہ میں کھینچنے والے نے رسہ کھینچ دیا اور یوں اس عبادت گزار کی کفر پر موت آ گئی۔

اس سے اندازہ لگائیے کہ یہ کتنی لانگ ٹرم پلاننگ کر کے انسان کو گناہ کے قریب کرتا چلا جاتا ہے اس سے انسان نہیں بچ سکتا، اللہ ہی اس سے بچا سکتا ہے۔ لہٰذا اللہ رب العزت کے حضور یوں دعا مانگنی چاہیے۔

اَللّٰھُمَّ احفَظْنَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنَ۔ اے اللہ! ہمیں شیطان مردود کے شر سے محفوظ فرما۔ اے پروردگار! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس آئیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی احتیاط:

انسان کو چاہیے کہ نہ تو وہ اپنی عبادت پہ ناز کرے اور نہ ہی اپنے آپ پر اعتماد کرے۔ ایک دفعہ کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اپنے دروازے کی دہلیز پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس نے انہیں سلام کیا اور آگے چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر واپسی پر اسی راستے سے گزرنے لگا تو دیکھا کہ ابھی تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ دروازے کی دہلیز پر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ حیران ہو کر پوچھنے لگا، اے امیر المؤمنین! آپ دروازے پر اس وقت سے بیٹھے ہوئے ہیں؟ آپ فرمانے لگے، میری بیٹی حفصہ ام المؤمنین ہے، وہ آج گھر آئی ہوئی ہے اور میری بیوی گھر پر نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ گھر میں اکیلی ہے اس لئے میں نے گھر میں اس کے پاس اکیلے بیٹھنے کی بجائے یہاں دروازے پر بیٹھنا پسند کیا ہے...... اللہ اکبر...... ہمارے اسلاف شیطان مردود کے شر سے اس قدر بچتے تھے۔ اس مردود کی چالوں کو اس وقت تک سمجھنا ممکن ہی نہیں ہے جب تک اللہ رب العزت کی مدد شامل حال نہ ہو۔

شیطان کی سواری:

ایک آدمی کی بڑی تمنا تھی کہ شیطان سے میری ملاقات ہو اور اس سے باتیں کروں۔ ایک دفعہ اس کی ملاقات شیطان سے ہوگئی۔ اس کے پاس بڑے جال تھے۔ اس آدمی نے پوچھا، تم کون ہو؟ کہنے لگا، شیطان ہوں۔ اس نے جال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا، یہ سارا کچھ کیا ہے، کس لیے لیے پھر

تے ہو؟ کہنے لگا کہ یہ پھندے اور جال ہیں جن سے میں لوگوں کو پکڑتا ہوں۔اس نے پوچھا، میرے لئے کون سا جال ہے؟ شیطان کہنے لگا کہ تیرے لیے کسی جال کی ضرورت ہی نہیں ہے۔اس نے کہا، واہ! میں ایسا بھی نہیں ہوں کہ جال کے بغیر تیرے ہاتھ آجاؤں، شیطان نے کہا، اچھا، دیکھ لینا۔خیر بات آئی گئی ہوگئی۔

اس کے بعد وہ آدمی اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا۔راستے میں ایک دریا تھا۔جب وہ دریا کے کنارے پہنچا تو کشتی جا چکی تھی۔لہٰذا اس نے فیصلہ کرلیا کہ دریا عبور کر کے جاتا ہوں۔کنارے پر ہی ایک بڑھیا، فتنے کی پڑیا، جو ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکی تھی، لاٹھی لے کر بیٹھی رو رہی ہے۔اس نے پوچھا، اماں! کیا ہوا؟ کہنے لگی، میں نے دریا کے اس پار جانا تھا، کشتی جا چکی ہے اور میں اکیلی ہوں، میں یہاں رہ بھی نہیں سکتی، میرے بچے گھر میں اکیلے ہیں، تو مجھے بھی کسی طرح ساتھ لے جا، میں تیرے بچوں کو دعائیں دوں گی۔اس نے کہا، میں تجھے کیسے لے کر جاؤں؟ کہنے لگی، تم خود تو جاؤ گے ہی، میں تو ہڈیوں کا ڈھانچہ ہوں، مجھے بھی کندھوں پہ اٹھا کر لے جانا۔اس نے کہا نہیں، میں نہیں لے جاتا۔اس نے اسے بڑی دعائیں دیں اور کہا کہ تمہارا بھلا ہوگا، میرے بچے اکیلے ہیں، میں گھر پہنچ جاؤں گی تو وہ بھی آپ کو دعائیں دیں گے۔اس کے دل میں اس بڑھیا کے بارے میں ہمدردی آگئی۔چنانچہ اس نے کہا، اچھا، چلیں میں آپ کو اٹھا لیتا ہوں۔پہلے تو اس نے سوچا کہ میں اسے کمر پہ اٹھا لیتا ہوں، پھر کہنے لگا کہ کہیں پھسل نہ جائے لہٰذا کہنے لگا کہ چلو میرے کندھوں پہ بیٹھ جاؤ۔

وہ بڑھیا کو کندھوں پر بٹھا کر دریا کے اندر داخل ہوگیا۔چلتے چلتے جب وہ دریا کے بالکل درمیان میں پہنچا تو بڑھیا نے اس کے بال پکڑ کر کھینچے اور کہنے لگی، اے میرے گدھے! تیزی سے چل۔وہ آدمی حیران ہو کر پوچھنے لگا، تو کون ہے؟ اس نے کہا، میں وہی ہوں جس نے تجھے کہا تھا کہ تجھے قابو کرنے کے لئے

کسی بھی جال کی ضرورت نہیں ہے، اب دیکھ کہ تجھے میں نے بغیر جال کے کیسے پھنسا لیا، تجھے نظر نہیں آرہا تھا کہ میں غیر محرم ہوں تو نے مجھے کندھوں پر کیسے بٹھا لیا تھا۔

لمحہ فکریہ:

شیطان کا سب سے بڑا حملہ موت کے وقت ہوتا ہے۔ میرے دوستو! ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ یہ مردود تو ہمیں زندگی میں جیتے جاگتے بہکا دیتا ہے، موت کے وقت جب ہوش وحواس بھی پورے نہیں ہوتے اس وقت اس کے لئے ہمیں بہکانا کتنا آسان ہوگا۔ اس لئے ہمیں اپنے خاتمے کے بارے میں فکرمند ہونے کی بہت ضرورت ہے۔ ہمارے اسلاف رو رو کر دعائیں مانگتے تھے کہ اے اللہ! ہمارا خاتمہ بالخیر فرمادینا۔

بے دین بنانے کی آخری کوشش:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ شیطان موت کے وقت فوت شدہ رشتہ داروں مثلاً ماں، باپ یا بھائی کی شکل میں آتا ہے اور چارپائی پر بیٹھ جاتا ہے اور اسے بے دین بنانے کے لئے نصیحت کرنا شروع کر دیتا ہے۔ مثلاً ماں کی شکل میں آتا ہے تو بیٹے کو پیار کرتا ہے، اسی طرح بولتا ہے جیسے ماں بولتی تھی، کہتا ہے، بیٹا! میں اسلام پر مری تھی اور مجھے آگے عذاب ہوا ہے، اب تیرے مرنے کا وقت ہے، میں تمہیں نصیحت کرنے کے لئے آئی ہوں تاکہ تو بھی کہیں جہنّم میں نہ چلا جائے، تو میری بات مان لے اور خدا کا انکار کر دے۔ مرنے والا چونکہ سامنے ماں کی شکل دیکھ رہا ہوتا ہے اس لئے وہ اس کی بات مان کر دہریہ بن جاتا ہے۔ اس طرح وہ کسی کو نصرانی بننے کی تعلیم کرتا ہے اور کسی کو یہودیت اپنانے کی نصیحت کرتا ہے۔ اب بتائیے کہ جب شیطان ان محبّت والی شخصیتوں کی شکل میں آکر ڈورے ڈالے گا تو پھر اس کے شر سے بچنا کتنا مشکل ہوگا۔ اس لئے ایمان کے معاملہ میں بہت محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔

تکبیر اولیٰ اور مسواک کی پابندی پر انعام الٰہی:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو انسان تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز کی پابندی کرتا ہے اور مسواک کی پابندی کرتا ہے اس کے پاس موت کے وقت اللہ تعالیٰ جب ملک الموت کو بھیجتے ہیں تو ملک الموت تین کام کرتا ہے۔

(۱) شیطان کو مار کر اس بندے سے دور بھگا دیتا ہے۔

(۲) اس بندے کو بتا دیتا ہے کہ اب تیرے مرنے کا وقت قریب ہے۔

(۳) اسے کلمہ یاد دلا دیتا ہے۔

چنانچہ وہ بندہ کلمہ پڑھتا ہے اور ملک الموت اس کی روح کو قبض کر کے لے جاتے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے۔

من کان آخر کلامه لا اله الا الله دخل الجنة جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم یہ دعا مانگا کریں کہ اے اللہ! ہمیں اپنے اوپر کوئی بھروسہ نہیں ہے فقط تیری ذات پر بھروسہ ہے، موت کے وقت تو ملک الموت کو فرما دینا کہ وہ ہمیں کلمہ یاد کرا دے۔

امام رازیؒ پر شیطان کا حملہ:

امام رازیؒ ایک بہت بڑے عالم تھے۔ انہوں نے وجود باری تعالیٰ کے بارے میں ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے وجود کے بارے میں سو دلیلیں دیں۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو شیطان نے آ کر کہا، رازی! خدا تو موجود نہیں ہے۔ انہوں نے کہا، نہیں، خدا موجود ہے۔ وہ کہنے لگا، دلیل پیش کرو۔ انہوں نے ایک دلیل دی۔ شیطان نے اس دلیل کو توڑ دیا۔ انہوں نے دوسری دلیل دی

مگر اس نے اس کو بھی توڑ دیا، انہوں نے تیسری دلیل دی اور اس نے اس کو بھی توڑ دیا۔ بالآخر انہوں نے اپنی جمع کردہ سو دلیلیں دیں اور اس نے ان سو دلیلوں کو توڑ ڈالا۔ اب امام رازیؒ گھبرا گئے۔ لیکن چونکہ ان کے دل میں اخلاص تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کی حفاظت کا انتظام فرما دیا۔

اس وقت آپ کے پیرو مرشد شیخ نجم الدین کبریٰؒ دور دراز کسی جگہ وضو فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں امام رازیؒ کی پریشانی کے بارے میں کشفاً مطلع فرما دیا۔ انہوں نے غصہ میں آ کر وہ لوٹا جس سے وضو فرما رہے تھے دیوار پر دے مارا اور امام رازیؒ کو پکار کر کہا، اے رازی! تو یہ کیوں نہیں کہہ دیتا کہ میں اللہ تعالیٰ کو بغیر دلیل کے ایک مانتا ہوں۔ اس وقت شیخ نجم الدین کبریٰؒ کا غصہ بھرا چہرہ امام رازیؒ کے بالکل سامنے تھا۔ جب امام رازیؒ نے یہ کہا تو شیطان ان سے دور ہو گیا۔

ڈاکٹر موت کے وقت نشے کا ٹیکہ نہ لگائیں:

جب آپ دیکھیں کہ کسی کی موت کا وقت قریب ہے تو اسے ڈاکٹروں سے بچائیں۔ اللہ ان ڈاکٹروں کو ہدایت دے کہ وہ موت کی علامات ظاہر ہونے کے بعد بھی اسے نشے کا ٹیکہ لگا دیتے ہیں۔ نشے کا ٹیکہ لگنے کی وجہ سے اس بیچارے کو کلمہ پڑھنے کی توفیق ہی نہیں ملتی اور وہ اسی طرح دنیا سے چلا جاتا ہے۔ اس لئے جب پتہ چل جائے کہ اب موت کا وقت قریب ہے تو ڈاکٹر کو ڈانٹ کر کہیں کہ خبردار! اسے نشے کا ٹیکہ مت لگانا، کیونکہ ہم مسلمان ہیں، اور مؤمن مرنے کے لئے ہر وقت تیار ہوتا ہے۔ اسے کہہ دیں کہ جناب! آپ اپنی طرف سے اس کا علاج کر چکے ہیں، اب چونکہ موت کی علامات ظاہر ہو رہی ہیں اس لئے اسے اللہ کے حضور پہنچنے کے لئے تیاری کرنے دیں اور اسے ہوش میں رہنے دیں تا کہ آخری وقت میں کلمہ پڑھ کر دنیا سے رخصت ہو۔

مرنے والے پر ظلم مت کریں:

اگر مریض ایک دفعہ کلمہ پڑھ لے تو اس کے ساتھ بار بار باتیں مت کریں اور اس کا آخری کلام کلمہ ہی رہنے دیں۔ یہ نہ ہو کہ بہن آ کر کہے، مجھے پہچان رہے ہو میں کون ہوں۔ اس وقت اسے اپنی پہچان مت کروائیں اور خاموش رہیں تا کہ اس کا پڑھا ہوا کلمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو جائے۔ یہ چیزیں صاحب دل لوگوں کے پاس بیٹھ کر سمجھ میں آتی ہیں ورنہ اکثر رشتہ دار اس پر ظلم کرتے ہیں اور اسے اس وقت کلمہ سے محروم کر دیتے ہیں۔ اللہ کرے کہ موت کے وقت کوئی صاحب دل پاس ہو جو بندے کو اس وقت کلمہ پڑھنے کی تلقین کر دے۔

مریض کو کلمہ پڑھنے کی تلقین کرنے کا طریقہ:

مریض کو ہرگز نہ کہا جائے کہ آپ کلمہ پڑھیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ بیماری کی وجہ سے نہ پڑھ سکے یا انکار کر دے تو......!!!اس کا طریقہ یہ ہے کہ قریب بیٹھ کر اونچی آواز سے خود کلمہ پڑھنا شروع کر دیں تا کہ وہ ان کی آواز سن کر کلمہ پڑھ لے۔

نسبت نقشبندیہ کی برکت کا واقعہ:

اب آپ کو راز کی ایک بات بتاتا ہوں...... ویسے میری عادت ایسی باتیں کرنے کی نہیں ہے، اس وقت وہ بات قدرتاً یاد آ گئی، بتا دیتا ہوں، شاید کسی کا فائدہ ہو جائے...... ہمارے ایک پرانے دوست ہیں۔ وہ میرے ہم عمر بھی ہیں اور کلاس فیلو بھی۔ ان کے والد صاحب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت تھے۔ جب وہ فوت ہوئے تو یہ عاجز بیرون ملک میں تھا۔ واپسی پر اس دوست نے یہ واقعہ مسجد میں باوضو کھڑے ہو کر خود سنایا۔

وہ کہنے لگے کہ میرے والد صاحب پر موت کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔ ہم سب بہن بھائی قریب بیٹھ گئے۔ کسی نے سورۃ یٰسٓ پڑھنا شروع کر دی اور کسی نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا، کہنے لگے کہ میں

اپنے والد کے چہرے کے بالکل قریب ہو کر بیٹھ گیا اور اونچی آواز سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد کرنا شروع کر دیا۔ میں پندرہ منٹ ان کے چہرے پر ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا اور کلمہ پڑھتا رہا۔ مگر میرے والد کے ہونٹ گویا سلے ہوئے تھے اور کچھ حرکت نہ کی۔

اتنے میں بہن نے اشارہ کیا کہ ابو کے پاؤں پہلے کھڑے تھے اب وہ ڈھلک گئے ہیں، اس سے ہمیں یوں محسوس ہوا کہ پاؤں کی طرف سے روح نکلنا شروع ہو گئی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ والد صاحب کے گھٹنے جو پہلے کھڑے تھے وہ بھی ڈھیلے پڑ گئے۔ ابھی تک سانس تیز ہو کر اکھڑی نہیں تھی، لیکن اب پہلے کی نسبت سانس تیز ہونا شروع ہو گئی۔ ہمیں صاف پتہ چل رہا تھا کہ اب چند منٹوں کی بات ہے۔ کہنے لگے کہ جب میں نے گھٹنوں کو ڈھلکتے ہوئے دیکھا تو اس وقت میرے دل میں بات آئی کہ میں پندرہ منٹ سے ابو کے چہرے کی طرف دیکھ رہا ہوں، میں نے ان کے ہونٹ ہلتے نہیں دیکھے، کیا میرے والد صاحب کلمہ پڑھے بغیر دنیا سے رخصت ہو جائیں گے؟ یہ سوچ کر میں زاروقطار رونے لگا اور دعائیں مانگنے لگا۔ کہنے لگے کہ اچانک میرے دل میں ایک خیال آیا اور دعا مانگتے ہوئے میں نے یہ دعا مانگی، ’’اے اللہ! میرے والد کا تعلّق شیخ ذوالفقار احمد دامت برکاتہم کے ساتھ ہے، ان کا تعلّق اپنے شیخ کے ساتھ ہے، اوپر چلتے چلتے یہ روحانی تعلّق نبی اکرم ﷺ تک پہنچتا ہے، اے اللہ! اگر اس نسبت کا تیرے ہاں کوئی مقام ہے تو اس کی برکت سے میرے والد کو کلمہ پڑھنے کی توفیق عطا فرما دے۔‘‘ کہنے لگے کہ میں نے پلک جھپکنے کی دیر میں دعا مانگی اور میرے والد نے ہونٹ کھول کر پانچ مرتبہ کلمہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ سبحان اللہ،

اللہ رب العزت کے ہاں اس نسبت کا بڑا مقام ہے ہمارے اسلاف کی زندگیاں تقویٰ سے بھری ہوئی

تھیں، ہم تو مفت خورے ہیں، ہماری اپنی محنت تو ہے ہی نہیں، لیکن ہمارے بڑے واقعی اللہ کے مقبول بندے تھے۔

امام احمد بن حنبلؒ پر شیطان کا حملہ:

جب امام احمد بن حنبلؒ کا آخری وقت آیا تو طلبا نے ان کے سامنے کلمہ طیبہ کا ورد کرنا شروع کر دیا۔ ان کی آواز سن کر امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا، لا ۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد آواز نکال کر کہا، لا ۔ ان کے شاگرد بڑے حیران ہوئے کہ پورا کلمہ پڑھنے کی بجائے فقط لا پڑھ رہے ہیں۔ جب تھوڑی دیر کے بعد ان کی طبیعت سنبھلی اور ہوش میں آئے تو کچھ باتیں بھی کرنے لگے۔ اس دوران ایک طالبعلم نے پوچھا، حضرت! جب ہم کلمہ پڑھ رہے تھے تو آپ پورا کلمہ پڑھنے کی بجائے صرف لا کہہ رہے تھے، اس کی کیا وجہ تھی؟ امام صاحب نے فرمایا، اس وقت شیطان میرے سامنے تھا اور وہ مجھے کہہ رہا تھا، احمد بن حنبل! تو ایمان بچا کر دنیا سے جا رہا ہے اور میں اس مردود سے کہہ رہا تھا، لا ، ابھی نہیں، ابھی نہیں، بلکہ جب تک میری روح نکل نہیں جاتی اس وقت تک میں تجھ سے امن میں نہیں ہوں۔

امام رازیؒ کا فرمان:

امام رازیؒ فرماتے تھے۔ ''اے بندے! شیطان فارغ ہے اور تو مشغول ہے۔ شیطان تجھے دیکھتا ہے اور تو اسے نہیں دیکھ سکتا۔ تو اسے بھول جاتا ہے مگر وہ تجھے نہیں بھولتا اور تیرے اندر سے تیرا نفس اس کا مددگار ہے اس لئے لازمی ہے کہ شیطان کے حملوں سے اپنا بچاؤ کر لے ورنہ یہ اس جنگ کے اندر تمہیں شکست دے کر ایمان سے محروم کر دے گا''

شیطان کی مکاری کی انتہا:

نبی ﷺ نے ایک مرتبہ نماز پڑھائی اور سورۃ النجم کی تلاوت فرمائی۔ پڑھتے پڑھتے آپ اس آیت پر پہنچے

أَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ○ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرٰى ○ (النجم: 19-20) کیا رائے ہے تمہاری لات اور عزّٰی کے بارے میں اور پچھلے تیسرے منات کے بارے میں۔

جب آپ ﷺ نے یہ آیات پڑھیں تو سانس لینے کے لئے رکے۔اس وقفے کے دوران صحابہ کرامؓ کو یہ محسوس ہوا کہ نبی علیہ السّلام نے چند الفاظ یہ بھی پڑھے کہ وَ اِنَّ شَفَاعَتُهُنَّ لَتُرْتَجٰى ان سے شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔

مشرکین بھی تلاوت سن رہے تھے۔جب انہوں نے یہ دیکھا کہ یہ آیت بھی پڑھی ہے تو انہوں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ مل کر سجدہ کیا اور خوش ہوئے کہ آج کے بعد جھگڑا ختم ہوا۔

صحابہ کرامؓ کے دل بڑے ڈوبے۔حتیٰ کہ نبی علیہ السّلام کی خدمت میں عرض کیا، اے اللہ کے نبی! کیا یہ آیت نئی اتری ہے۔فرمایا، نہیں۔عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! ہم نے یہ آیت نئی سنی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، میں نے تو نہیں پڑھی۔اتنے میں جبرئیلؑ آگئے اور انہوں نے بتایا، اے اللہ کے محبوب ﷺ! جب آپ نے لات، منات اور عزّٰی والی آیت پڑھ کر وقف کیا تو شیطان نے ایسی آواز بنائی کہ صحابہ کو پہچان نہ ہوسکی کہ کون پڑھ رہا ہے اور وہ سمجھے کہ شاید آپ کی طرف سے یہ آیت پڑھی گئی ہے، شیطان نے ان کو مغالطے میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السّلام کی موجودگی میں جب کہ جماعت ہورہی تھی اور خشوع والی نماز تھی، اس وقت یہ شیطان فتنہ ڈالنے سے باز نہ آیا تو پھر ہمیں تو یہ آسانی سے فتنے میں ڈال سکتا ہے۔

شیطان کے مختلف ہتھکنڈے:

شیطان مختلف طریقوں سے فتنہ میں ڈالتا ہے۔

☆ علماء نے لکھا ہے کہ یہ سب سے پہلے انسان کو طاعات سے روکتا ہے۔یعنی انسان کے دل سے طاعات کی اہمیت نکال دیتا ہے۔جس کی وجہ سے بندہ کہتا ہے کہ اچھا، میں نماز پڑھ لوں گا، حالانکہ دل میں پڑھنے کی نیت نہیں ہوتی۔

☆ اگر انسان شیطان کے کہنے سے بھی نیکی سے نہ رکے اور وہ نیت کر لے کہ میں نے یہ نیکی کرنی ہے تو پھر وہ دوسرا ہتھیار استعمال کرتا ہے کہ وہ اس نیک کام کو ٹالنے کی کوشش کرتا ہے۔مثلاً کسی کے دل میں یہ بات آئی کہ میں توبہ کر لیتا ہوں تو یہ اس کے دل میں ڈالتا ہے کہ اچھا، پھر کل سے توبہ کر لینا۔کسی کے دل میں یہ بات آئی کہ میں نماز پڑھوں گا تو وہ کہتا ہے کہ کل سے نماز شروع کر دینا۔یوں شیطان اسے نیکی کے کام سے ٹالنے کی کوشش کرتا ہے۔اور یاد رکھیں کہ جو کام ٹال دیا جاتا ہے وہ کام ٹل جایا کرتا ہے۔

☆ اگر کوئی بندہ شیطان کے اکسانے پر بھی نیک کام کرنے سے نہ ٹلے اور وہ کہے کہ میں نے یہ کام کرنا ہے تو پھر وہ دل میں ڈالتا ہے کہ جلدی کر لو۔مثلاً کسی جگہ پر کھانا بھی کھانا ہو اور نماز بھی پڑھنی ہو تو دل میں ڈالتا ہے کہ جلدی سے نماز پڑھ لے پھر تسلّی سے کھانا کھا لینا۔نہیں بھئی نہیں، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ بھئی! جلدی جلدی کھانا کھالو، پھر تسلّی سے نماز پڑھیں گے۔

نبی علیہ الصّلوٰۃ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزوں میں جلد بازی جائز ہے اور ان پانچ چیزوں کے علاوہ باقی چیزوں میں جلدی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔

☆ جب لڑکی جوان ہو جائے تو جتنا جلدی اس کا رشتہ مل سکے اتنا اچھا ہے، جب مل جائے تو پھر اس کی شادی میں جلدی کرنی چاہیے۔

☆ اگر کسی کے ذمہ قرض ہو تو اس قرض کو ادا کرنے میں جلدی کرنی چاہیے۔

☆ جب کوئی بندہ فوت ہو جائے تو اس مردہ کو دفن کرنے میں جلدی کرنی چاہیے۔

☆ جب کوئی مہمان آجائے تو اس کی مہمان نوازی میں جلدی کرنی چاہیے۔اس لئے ہم نے وسط ایشیا کی ریاستوں میں دیکھا کہ جیسے ہی مہمان گھر میں آتا ہے تو وہ فوراً کم از کم پانی تو ضرور ہی مہمان کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔اس کے بعد مشروبات اور کھانے پیش کیے جاتے ہیں۔یاد رکھیں کہ پانی پلانا بھی مہمان نوازی میں شامل ہے لہٰذا جس نے مہمان کے سامنے پانی کا کٹورا بھر کر رکھ دیا اس نے گویا مہمان نوازی کر لی۔

☆ جب کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس سے توبہ کرنے میں جلدی کرو۔

ان پانچ چیزوں کے علاوہ باقی سب چیزوں میں جلدی کرنا شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔

☆ اگر کوئی آدمی جلدی میں کوئی نیک کام کر لیتا ہے تو پھر وہ اس میں ریاء کرواتا ہے۔اور یوں وہ ریاء کے ذریعے اس کے کیے ہوئے عمل کو برباد کروا دیتا ہے۔وہ دل میں سوچنے لگتا ہے کہ ذرا دوسرے بھی دیکھ لیں کہ میں کیسا نیک عمل کر رہا ہوں۔

☆ اگر اس میں کام کرتے وقت ریاء پیدا نہ ہو تو وہ اس کے دل میں عجب ڈال دیتا ہے اور وہ سوچتا ہے کہ میں دوسروں سے بہتر ہوں۔مثلاً یہ کہتا ہے کہ میں تو پھر بھی نمازیں پڑھ لیتا ہوں لیکن فلاں تو نمازیں ہی نہیں پڑھتا۔وہ سمجھتا ہے کہ میں تو آخر پڑھا لکھا ہوں، حافظ ہوں، قاری ہوں، عالم ہوں اور میں نے اتنے حج کیے ہیں۔جب اس طرح اس میں ہوا بھر جاتی ہے تو یہی عجب اس کی بربادی کا سبب بن جاتا ہے۔

☆ اگر اس کے دل میں عجب بھی پیدا نہ ہو تو وہ آخری حربہ یہ استعمال کرتا ہے وہ اس کے دل میں شہرت کی تمنا پیدا کر دیتا ہے۔وہ زبان سے شہرت پسندی کی باتیں نہیں کرے گا بلکہ اس کے دل میں یہ بات ہو

گی کہ لوگ میری تعریفیں کریں اور جب لوگ اس کی تعریفیں کریں گے تو وہ خوش ہوگا۔

شیطان ان چھ ہتھکنڈوں سے انسان کے نیک اعمال کر برباد کر دیتا ہے۔

شیطان کے ہتھکنڈوں سے بچنے کے طریقے:

شیطان کے ان ہتھکنڈوں سے بچنے کے تین طریقے ہیں۔

☆ ہمارے مشائخ نے مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر ایک آدمی اپنے دوست کو ملنے کے لئے جائے اور اس کے صحن میں ایک پالتو کتا ہو اور وہ بھونکے اور بندے کو کاٹنے کے لئے آئے تو اس سے بچنے کے لئے تین طریقے ہیں۔

☆ ایک تو یہ کہ وہ واپس اپنے گھر کو آجائے۔اس طرح اسے اپنے دوست کا وصل بھی حاصل نہ ہوگا۔

☆ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کتے کے ساتھ لڑنا جھگڑنا شروع کر دے۔اس سے بھی وہ نقصان اٹھائے گا۔

☆ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اس وقت اپنے دوست کو پکارے کہ ذرا کتے کو آواز دے دیں۔جب اس کا دوست کتے کو اشارہ کر دے گا تو وہ دبک کر کونے میں بیٹھ جائے گا۔

ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ شیطان اسی کتے کی مانند ہے۔اگر ہم شیطان سے الجھ پڑیں گے تو ہم اپنا وقت برباد کریں گے۔اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس کے مالک کو پکاریں کہ اے پروردگار! اس مردود سے ہمیں محفوظ فرما۔اللہ رب العزت کا اشارہ ہوگا تو یہ مردود دبک کر کونے میں بیٹھ جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے شر سے محفوظ فرما دیں گے۔اس لئے اس کے فتنے سے بچنے کے لئے روزانہ دعا کیا کریں۔ہمارے مشائخ کا یہ معمول تھا کہ وہ عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت نفل پڑھ کر اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے روزانہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! ہم عاجز اور مسکین ہیں، تو ہمارے ایمان کی حفاظت فرما دینا۔

☆ اس کے ہتھکنڈوں سے بچنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے سنت کی اتباع کرے۔اس لئے کہ جب انسان

ہر کام سنت کے مطابق کرتا ہے تو شیطان کو دخل اندازی کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ گویا نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ السّلام نے ہر وہ کام کیا جس سے شیطان کے راستوں کو بند کیا جا سکتا ہے۔ اس کے برعکس آپ جہاں بھی سنت چھوڑیں گے آپ وہاں پر شیطان کو دخل اندازی کا موقع دیں گے۔ اس لئے سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کے ناخنوں تک نبی کریم ﷺ کی ایک ایک سنت کو اپنا لینا شیطان کے راستے کو بند کر دیتا ہے۔

☆ اس کے فتنوں سے بچنے کا تیسرا طریقہ ذکر اللہ کی کثرت کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ ذکر اللہ کی کثرت کرنے سے اللہ تعالیٰ شیطان سے حفاظت فرما دیتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شیطان کا ڈرنا:

ہمارے اسلاف نے ایسی پاکیزہ زندگیاں گزاریں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شیطان مردود کے شر سے محفوظ فرما دیا تھا۔ حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شیطان عمر رضی اللہ عنہ کے سایہ سے بھی ڈرتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جس راستے سے گزرتا ہے شیطان اس راستے کو بھی چھوڑ جاتا ہے۔ اللہ اکبر، اللہ رب العزت کے ہاں ایسی قبولیت اور محبوبیت تھی کہ شیطان ہی بھاگ جاتا تھا۔ یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ ان کا ہر ہر کام سو فیصد نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق ہوتا تھا۔

روایت میں آیا ہے کہ شیطان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تین مرتبہ الجھنے کی کوشش کی اور انہوں نے اسے تینوں دفعہ زمین پر پٹخ دیا اور تیسری مرتبہ انہوں نے اس کا کندھا پکڑ کر کہا کہ تو کتنا بودا اور ضعیف ہے۔ اس وقت کے بعد شیطان ان کا راستہ ہی چھوڑ گیا۔

شیطان ہڈیوں کا ڈھانچہ کیسے بنا؟

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ نے فضائل ذکر میں لکھا ہے کہ ایک آدمی نے شیطان کو دیکھا۔ وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا ہوا تھا اور اس کا برا حال تھا۔ اس نے پوچھا، یہ کیا ہوا؟ کہنے لگا، کیا بتاؤں کہ کچھ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے میرے جگر کے کباب بنا دیئے ہیں اور انہوں نے مجھے ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا دیا ہے۔ اس نے کہا، وہ کون لوگ ہیں؟ کہنے لگا کہ وہ جو شونیزیہ کی جامع مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ آدمی فوراً شونیزیہ کی مسجد میں گیا۔ جب وہ اس مسجد میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ وہاں کچھ متقی، پرہیزگار اور باخدا انسان بیٹھے اللہ کو یاد کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں بھی یہ بات القا کر دی۔ چنانچہ جیسے ہی وہ مسجد میں داخل ہوا تو انہوں نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ اس مردود کی باتوں پر اعتماد نہ کرنا۔

شیطان کا ننگے پھرنا:

ایک بزرگ کہیں جا رہے تھے۔ انہوں نے شیطان کو ننگا دیکھا۔ انہوں نے کہا، او مردود! تجھے آدمیوں نے درمیان اس طرح چلتے شرم نہیں آتی۔ وہ کہنے لگا، خدا کی قسم! یہ آدمی نہیں ہیں، اگر یہ آدمی ہوتے تو میں ان کے ساتھ اس طرح نہ کھیلتا جس طرح لڑکے گیند سے کھیلتے ہیں، آدمی تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے ذکر اللہ کے ذریعے میرے بدن کو بیمار کیا ہوا ہے۔

شیطان کس چیز سے ڈرتا ہے؟

شیطان ذاکر شاغل آدمی سے اس کے دل کی نورانیت کی وجہ سے ڈر رہا ہوتا ہے کیونکہ وہ دل تجلّیات ربانی کی گزرگاہ بن چکا ہوتا ہے۔ ابوسعید خزازؒ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ شیطان نے مجھ پر حملہ کیا۔ میں نے جواب میں ایک لکڑی اٹھائی اور اسے مارنا شروع کر دیا۔ اس نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اس وقت غیب سے آواز آئی کہ یہ مردود اس لکڑی سے نہیں ڈرتا بلکہ یہ دل کے نور سے ڈرتا ہے۔ گویا جس

کا دل جتنا زیادہ نورانی ہوگا شیطان اتنا ہی اس بندے سے ڈرے گا۔

ایک عابد کی شیطان سے کشتی:

احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد رہتا تھا۔ وہ ہر وقت عبادت الٰہی میں مشغول رہتا تھا۔ ایک مرتبہ ان کے پاس چند لوگ حاضر خدمت ہوئے اور کہنے لگے، حضرت! یہاں ایک ایسی قوم رہتی ہے جو ایک درخت کی پوجا کرتی ہے اگر ہو سکے تو ان لوگوں کو اس درخت کی پرستش سے کسی طرح روک دیا جائے۔ یہ سن کر ان کو غصہ آیا اور کلہاڑا کندھے پر رکھ کر اس درخت کو کاٹنے کے لئے چل دیئے۔

راستہ میں انہیں شیطان ایک بوڑھے آدمی کی شکل میں ملا۔ اس مردود نے ان سے پوچھا، جی آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے کہا، فلاں درخت کو کاٹنے کے لئے جا رہا ہوں۔ شیطان نے کہا، تمہیں اس درخت سے کیا واسطہ، تم اپنی عبادت میں مشغول رہو، ایک فضول کام کی خاطر اپنی عبادت کیوں چھوڑتے ہو۔ عبادت گزار نے کہا، یہ بھی عبادت ہے۔ شیطان نے کہا میں تمہیں وہ درخت نہیں کاٹنے دوں گا۔ بالآخر دونوں میں مقابلہ ہوا۔ وہ عابد بہت جلد اس پر غالب آ گیا اور اس کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔

شیطان نے اپنے آپ کو بے بس دیکھ کر ایک اور چال چلی۔ وہ کہنے لگا، اچھا ایک بات سن لے۔ عابد نے اسے چھوڑ دیا۔ شیطان کہنے لگا کہ اللہ نے تجھ پر یہ فرض تو نہیں کیا، تیرا اس سے کوئی نقصان نہیں ہے، تو تو اس کی پرستش بھی نہیں کرتا، اللہ کے بہت سے نبی آئے اگر اللہ چاہتا تو وہ کسی نبی کے ذریعے اس کو کٹوا دیتا، اس لئے میں یہی کہتا ہوں کہ تو اس کو کاٹنے کا ارادہ ترک کر دے۔ لیکن عابد نے عزم صمیم کے ساتھ کہا کہ نہیں میں تو اس کو ضرور کاٹوں گا۔ یہ سن کر شیطان نے پھر اس سے لڑائی شروع کر دی اور وہ عابد پھر عزم صمیم کی برکت سے اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا۔

اب شیطان نے ایک اور پینترا بدلا۔ وہ کہنے لگا کہ تو ایک غریب آدمی ہے، دنیا والوں پر بوجھ بنا ہوا ہے، اب میں فیصلہ کن بات کہتا ہوں کہ تو اس کام سے باز آجا، میں تجھے روزانہ تین دینار دے دیا کروں گا جو روزانہ تجھے اپنے سرہانے سے مل جایا کریں گے، اس رقم سے تیری اپنی ضروریات بھی پوری ہوں گی، نادار لوگوں کی مدد بھی کرنا اور اپنے رشتہ داروں پر احسان بھی کرتے رہنا۔ اس طرح تمہیں بہت زیادہ ثواب ملے گا جبکہ درخت کاٹنے سے صرف درخت کو کاٹنے کا ہی ثواب ملے گا اس سے زیادہ نہیں۔

اس عابد نے شیطان کی یہ بات مان لی۔ چنانچہ اسے اپنے تکیے کے نیچے سے روزانہ تین دینار ملنا شروع ہو گئے۔ چند دنوں کے بعد وہ دینار ملنا بند ہو گئے تو اسے پھر شیطان پہ غصہ آیا اور پھر کلہاڑا اٹھا کر درخت کو کاٹنے کے لئے چل دیا۔ راستے میں وہی بوڑھا پھر ملا اور پوچھا کہ اب کہاں جانے کا ارادہ ہے۔ عابد نے کہا کہ اسی درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں۔ اس بوڑھے (شیطان) نے کہا کہ تو اس کو نہیں کاٹ سکے گا۔ چنانچہ اب پھر دونوں کے درمیان جھگڑا ہوا۔ اب کی بار وہ بوڑھا غالب آ گیا اور عابد کے سینے پر چڑھ بیٹھا۔ عابد نے حیران ہو کر اس سے پوچھا، کیا بات ہے کہ اس مرتبہ تم مجھ پر غالب آ گئے۔ شیطان نے کہا پہلی مرتبہ تیرا غصہ خالصتاً اللہ کے لئے تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے تجھے غالب رکھا اور اب چونکہ اس میں دیناروں کے لالچ کی آمیزش شامل تھی اس لئے میں تجھ پر غالب آ گیا۔

شیطان سے بڑھ کر شیطان:

آج کے دور میں ہمیں اپنے اوپر زیادہ محنت کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ پہلے زمانے میں تو فتنے پیدل آیا کرتے تھے اور آج کے دور میں فتنے سواریوں پر سوار ہو کر آ رہے ہیں۔ ایک مرتبہ کسی نے شیطان کو فارغ بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس نے کہا، کیا بات ہے آج تو چھٹی منا رہے ہو، کہنے لگا' اب تو انسانوں میں بھی میرے بہت چیلے ہو گئے ہیں اس لئے اب مجھے اتنا کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ میرا کام خود

ہی کرتے رہتے ہیں۔ اس نے حیران ہو کر کہا، اچھا وہ تیرا کام کرتے رہتے ہیں......!!! کہنے لگا، ہاں میرے چیلے بڑے پکے ہیں، پہلے میں انہیں گناہوں کے طریقے سکھاتا تھا اور وہ ایسے بن گئے ہیں کہ میں ان سے گناہوں کے طریقے سیکھتا ہوں۔ واقعی جب انسان بگڑتا ہے تو شیطان سے بڑھ کر شیطان بن جاتا ہے۔

شیطان کی فریاد:

شاعر مشرق علامہ اقبال کا کلام دلوں میں بہت زیادہ تاثیر پیدا کرتا ہے۔ اس کا فارسی کا کلام اس کے اردو کے کلام سے بہت بہتر ہے۔ جن کو اللہ نے فارسی کی سمجھ دی ہے وہ اس بات کا بخوبی ادراک کر سکتے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس کا فارسی میں ایسا عجیب کلام ہے کہ وہ واقعی پیر رومی کا شاگرد ہندی ثابت ہوا۔ اس نے فارسی میں ایک عجیب نظم لکھی، جس کا نام ''نالہء شیطان'' ہے۔ یعنی شیطان کی فریاد۔ وہ فرماتے ہیں کہ شیطان نے ایک مرتبہ مجلس قائم کی اور اس نے اللہ سے یوں فریاد کی:

ابن آدم چیست یک مشت خس است مشت خس را یک شرر از من بس است

اے اللہ! ابن آدم کیا ہے؟ پس تنکوں کی ایک مٹھّی ہے۔ تنکوں کی ایک مٹھّی کو جلانے کے لئے تو میری طرف سے ایک ہی شرر کافی ہے۔

اندریں عالم اگر جز خس نہ بود ایں قدر آتش مرا دادن چہ سود

اے اللہ! اگر اس خس کے علاوہ دنیا میں اور کچھ نہیں تھا تو مجھے جو آپ نے اتنی آگ دی ہے مجھے وہ آگ آپ نے کس لئے عطا کی۔

اے خدا ! یک زندہ مرد حق پرست لذتے شاید کہ یابم در شکست

اے اللہ! کوئی ایک باخدا مجھے بھی ملا دیجئے تا کہ میں بھی شکست کھانے کی لذت پا سکوں۔

شیطان کا ذلیل وخوار ہونا:

اللہ رب العزت کا یہ بہت بڑا کرم ہے کہ شیطان انسان سے جتنے بھی گناہ کرواتا ہے، بندہ جب نادم ہو کر توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں اور یہ مردود اس وقت اپنے سر میں مٹی ڈالتا ہے۔اس لئے وقوف عرفہ کے وقت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے شیطان کو جتنا ذلیل وخوار ہوتے بدر کے دن دیکھا یا عرفہ کے دن دیکھا، اس سے زیادہ ذلیل وخوار ہوتے میں نے کہیں اور نہیں دیکھا۔اس کے بال کھلے ہوئے ہوتے ہیں، سر میں مٹی ڈال رہا ہوتا ہے اور رو رہا ہوتا ہے۔کیونکہ اس نے انسانوں کو گمراہ کرنے کے لئے سالہا سال محنت کی ہوتی ہے اور مقام عرفات پر آ کر وہ توبہ کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی غلطیوں کو معاف فرما دیتے ہیں، اور توبہ ایک ایسی چیز ہے کہ

It can change our minus into plus.

یہ ہمارے گناہوں کو ہماری نیکیوں میں بدل سکتی ہے۔

اولاد آدم کو بہکانے کا عزم اور اس کا جواب:

جب شیطان نے یہ کہا کہ اے اللہ! مجھے آدم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی وجہ سے دھتکارا گیا ہے،

فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ (ص:82) مجھے تیری عزت کی قسم! اب میں اولاد آدم کو بہکاؤں گا، ورغلاؤں گا اور ان میں سے اکثر بندے تیرے ناشکرے ہوں گے تو اس وقت اللہ کی رحمت جوش میں آئی اور پروردگار عالم نے فرمایا، او شیطان بدبخت! تو میری قسم کھا کر کہتا ہے کہ تو میرے بندوں کو بہکائے گا، ورغلائے گا اور میرا نافرمان بنا دے گا تو ذرا میری بات بھی سن لے کہ میرے بندے بتقاضائے بشریت گناہ کرتے پھریں گے، کرتے پھریں گے، کرتے پھریں گے، اگر وہ اپنی موت سے

پہلے پہلے میرے در پر آ کر معافی مانگ لیں گے تو فَبِعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَا اَزَالُ اَغْفِرُلَهُمْ مَا سْتَغْفَرُوْنِیْ ! مجھے اپنی عزت کی قسم! مجھے اپنے جلال کی قسم! میں ان کی توبہ کو قبول کرتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے معافی مانگتے رہیں گے......شیطان نے بہکانے کے لئے ایک قسم کھائی اور رحمان نے بخشنے کے لئے دو قسمیں کھائی ہیں......اس لئے ہمیں چاہیے کہ شیطان نے ہم سے جو جو گناہ کروائے ہم ان سے سچی پکی توبہ کریں۔

دو محفوظ سمتیں:

جب شیطان نے کہا کہ اے اللہ! میں اولاد آدم پر دائیں، بائیں، آگے اور پیچھے چاروں طرف سے حملے کروں گا تو فرشتے یہ سن کر بڑے حیران ہوئے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میرے فرشتو! اتنے متعجّب کیوں ہو رہے ہو؟ فرشتوں نے کہا، اے اللہ! اب تو ابن آدمؑ کیلئے مشکل بن گئی ہے، وہ تو اس مردود کے ہتھکنڈوں سے نہیں بچ سکیں گے۔ پروردگار عالم نے فرمایا، تم اتنے متعجّب نہ ہو، اس نے چار سمتوں کا تو نام لیا ہے مگر اوپر اور نیچے والی دو سمتوں کو بھول گیا ہے، اس لئے میرا گنہگار بندہ جب کبھی نادم اور شرمندہ ہو کر میرے در پہ آ جائے گا اور اپنے ہاتھ دعا مانگنے کے لئے اٹھالے گا تو چونکہ اس کے ہاتھ اوپر کی سمت کو اٹھیں گے اور شیطان اثر انداز نہیں ہو سکے گا اس لئے ابھی میرے بندے کے ہاتھ نیچے نہیں جائیں گے کہ میں اس سے پہلے اس کے گناہوں کو معاف فرما دوں گا۔اور اگر کبھی میرا بندہ نادم و شرمندہ ہو کر میرے در پہ آ کر اپنے سر کو جھکا دے گا تو چونکہ سر نیچے کی سمت کو جھکائے گا اور شیطان نیچے کی سمت سے اثر انداز نہیں ہو سکے گا اسلئے میرا بندہ ابھی سجدہ سے سر نہیں اٹھائے گا کہ اس سے پہلے میں اس کے گناہوں کو معاف فرما دوں گا۔

میرے دوستو! اوپر اور نیچے کی سمتیں محفوظ ہیں اس لئے پروردگار عالم سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیجئے۔ تنہائیوں میں ہاتھ اٹھا کر معافی مانگئے، سجدے میں سر ڈال کر مانگئے۔ پروردگار عالم کی رحمتوں کی مہینہ ہے، بلکہ مغفرت کا عشرہ ہے اور آپ حضرات یہاں اللہ کے در کی چوکھٹ کو پکڑ کر بیٹھے ہیں، کیا بعید ہے کہ ہم میں کسی کی ندامت اللہ کو پسند آئے اور اس کے اخلاص کی برکت سے اللہ تعالیٰ سب کی توبہ کو قبول فرمالے۔

رب کریم! ہمیں آنے والی زندگی میں شیطان کے ہتھکنڈوں سے محفوظ فرمالے اور موت کے وقت ایمان کی حفاظت عطا فرمادے۔ (آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ